دیوان سلوک الطالبین

فقیر قادر بخش بیدل

مُرتب

ڈاکٹر خضر نوشاہی

دیوان سلوک الطالبین

فقیر قادر بخش بیدل

مُرتب

ڈاکٹر خضر نوشاہی

بیدل یادگار کمیٹی

2006ء

کتاب کا نام: دیوان سلوک الطالبین
کلام: حضرت فقیر قادر بخش بیدل
مرتب: ڈاکٹر خضر نوشاہی
طبع: 2006ء
کمپوزنگ: فہیم احمد سولنگی
کمپیوٹر لے آؤٹ: ندیم احمد سولنگی
پرنٹنگ: سندھیکا اکیڈمی، کراچی فون: 2737290
پرنٹرس: بیدل یادگار کمیٹی

ہدیہ: =/100

ملنے کا پتہ
کاٹھیاواڑ بوک اسٹور، اردو بازار۔ شاہ لطیف کتاب گھر، حیدر چوک، گاڑی کھاتہ۔ سندھی ادبی بورڈ بوک شاپ
تلک چاڑہی حیدرآباد۔ کتاب مرکز، فریئر روڈ،، مدینہ بوک اسٹور، ٹیمکی چاڑہی سکھر۔ نیشنل بوک اسٹور، رہبر بوک
اکیڈمی، رابعہ سینٹر، بندر روڈ، لاڑکانہ

فہرست

حرف اول

سندھ کے باکمال صوفی شاعر، عارف اور عالم حضرت فقیر قادر بخش بیدل کے فارسی کلام کے مجموعے "دیوان سلوک الطالبین" کی اشاعت ہم سب کیلئے نہایت ہی مسرت اور خوشی کا باعث بنی ہے۔

حضرت بیدل سائیں کی اس اعلیٰ شعری تصنیف کو ملک کے بہت بڑے محقق و اسکالر ڈاکٹر خضر نوشاہی صاحب نے بڑی محنت اور محبت سے مرتب کیا ہے، جس کا اجراع بیدل یادگار کامیٹی کی جانب سے حضرت بیدل سائیں کے ۱۳۸ ویں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر خصوصی طور پر کیا گیا ہے۔

یہ ایک تاریخی موقعہ ہے کہ اس سال عرس مبارک کے موقع پر حضرت بیدل سائیں اور حضرت بیکس سائیں کے حوالے سے چار کتابیں شایع ہوئی ہیں۔ اس بڑے کام کو سرانجام دینے پر ہم سکھر کے ضلع ناظم سید ناصر حسین شاہ اور ڈی سی اور جناب شفیق احمد کھوسو صاحب کے بڑے ممنون و مشکور ہیں جن کے خصوص تعاون اور دلچسپی سے اتنی کتابوں کا اجراع ہوا ہے۔ امید ہے کہ آئینہ سال حضرت بیدل سائیں کی اور پوشیدہ فارسی اور عربی تصانیف کو منظر عام پر لایا جائے گا۔

اختر درگاہی
سیکریٹری
بیدل یادگار کامیٹی

روہڑی
دسمبر ۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

برصغیر پاک و ہند میں صدیون تک فارسی زبان وادب نے حکومت کی ہے، دفتری اور سرکاری زبان ہونے کی وجہ سے یہ ملوک الکلام کے درجہ پر فائز رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس خطے کا زیادہ تر علمی وادبی سرمایہ فارسی زبان میں ہے۔ مغلیہ عہد کے زوال اور انگریزوں کے اقتدار میں آنے کے بعد یہ زبان بھی رفتہ رفتہ زوال پذیر ہوتی چلی گئی۔ اور اس کی جگہ انگریزی اور اردو زبان نے لے لی۔ نتیجۃً عہدِ حاضر کی اکثریت اپنے ماضی کے علمی سرمائے اور ادبی میراث سے بے بہرہ ہوگئی۔ بقولِ علامہ اقبالؒ

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

اس بات کا تازہ ثبوت سندھ کے معروف صوفی شاعر حضرت قادر بخش بیدلؒ کا وہ فارسی کلام ہے جو ہنوز اہلِ علم سے پوشیدہ ہے کہ تاہم مقامِ شکر ہے کہ ان کا سندھی اور اردو کلام شائع ہو کر اہلِ علم وفن سے دادِ تحسین پا چکا ہے۔ ملاحظہ ہو، ا۔ دیوان بیدل (سندھی) مرتبہ سید عبدالحسین شاہ موسوی مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ، جامشورو (سندھ) ۱۹۹۱ع ۲۔ دیوانِ بیدل (اردو) تحقیق وترتیب اختر درگاھی۔ شائع کردہ بیدل یادگار کمیٹی، روہڑی (سندھ) ۲۰۰۳ع

بیدل یادگار کمیٹی روہڑی، بجا طور پر اہلِ علم وارباب تحقیق کے شکریہ کی مستحق ہے کہ خلوص، لگن اور محنت سے وہ ایک باکمال صوفی، عالم، شاعر اور صاحب حال درویش کے علمی آثار کو محفوظ اور شائع کرنے کا فریضہ بطریقِ احسن انجام دے رہی ہے۔

اس بار بیدل سائیں کے فارسی دیوان ''دیوان سلوک الطالبین'' کی اشاعت کا سہرا بھی بیدل یادگار کمیٹی کے سر پر سج رہا ہے۔ اور اس دیوان کی تحقیق وترتیب کی

سعادت اس ہیچمدان کے حصے میں آئی ہے۔الحمد علیٰ ذالک۔

یہ دیوان جن دو قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

۱۔ یہ قلمی نسخہ جو ہمارے متن کی بنیاد ہے، قاضی پیر محمد کے ہاتھ کا تحریر شدہ ہے۔خط نستعلیق ہے اور تاریخ کتابت ۲۱ جمادی الثانی ۱۲۸۰ھ ہے۔یہ نسخہ ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کا ترقیمہ کاتب نے یوں تحریر کیا ہے:

''تمام شد نسخہ سلوک الطالبین از دستِ خادمِ طالبانِ صمد فقیر پیر محمد بتاریخ ۲۱ جمادی الثانی ۱۲۸۰ھ

۲۔ دوسرا نسخہ جو ہمارے پیش نظر ہے اور اس متن کی تیاری میں نسخۂ بدل کے طور پر استعمال ہوا ہے وہ سندھی رسم الخط میں تحریر شدہ ہے، تاریخ کتابت ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ ہے۔کاتب فقیر غلام علی مسرور ترقیمہ میں بتایا ہے کہ اس دیوان کے شاعر فقیر قادر بخش بیدل کے بیٹے فقیر محمد محسن متخلص بہ بیکس کے نسخہ سے یہ نقل کیا گیا ہے۔اور جس نسخہ سے نقل کیا ہے اس کی تاریخ کتابت یکم ماہ ذیقعد ۱۲۹۳ھ بتائی گئی ہے۔یہ نسخہ ۲۳ اوراق پر مشتمل ہے۔

اول الذکر نسخہ کی فوٹو کاپی سید عبدالحسین موسوی صاحب اور ثانی الذکر نسخہ کی فوٹو کاپی اختر درگاہی صاحب نے خاکسار کو مہیا کی، دونوں دوستوں کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں۔اور ان کی اسی علم پروری پر بارگاہِ رب العزت سے ان کے لیے جزائے خیر کا طالب ہوں۔

فقیر قادر بخش بیدل: مختصر حیات و خدمات

پیشِ نظر دیوان کے شاعر کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے۔

نام:

قادر بخش، جو کہ ولادت کے وقت عبدالقادر تھا، لیکن حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت کے باعث آپ نے خود اپنا نام تبدیل کر کے قادر بخش رکھ لیا، اور یہی معروف ہوا

تخلص:

آپ نے تخلص ''بیدل'' اختیار کیا، جو آج تک معروف ہے۔ اور سوائے ''دیوان سلوک الطالبین'' کے دیگر تمام تصانیف جن کا ذکر ابھی آگے آئے گا، سب میں بیدل ہی استعمال ہوا ہے۔ لیکن اس دیوان میں انہوں نے ''طالب'' تخلص اختیار کیا ہے۔

تاریخ ولادت:

آپ ۱۲۳۱ھ، ۱۸۱۵ء میں روہڑی (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے فرزند ارجمند فقیر محمد محسن متخلص بہ بیکس نے آپ کی تاریخ ولادت اس طرح کہی ہے۔

ز غیب آمدہ روضۃ العارفین
بگفتم: ''گلی راحت العاشقین''
۱۲۳۱ھ

ولدیت:

آپ کے والدِ محترم کا نام فقیر محمد محسن (بن محمد فرید ولد میاں عبدالقادر) تھا۔ جو ۱۲۵۹ھ، ۱۸۴۳ء میں فوت ہوئے۔

خاندان:

آپ قریشی صدیقی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

اولاد:

ایک بیٹی اور تین بیٹے تھے، بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ ا۔محمد محسن بیکس ۲۔محمد فرید ۳۔امام بخش

وفات:

۱۶ ذیقعد ۱۲۸۹ھ، ۱۵ جنوری ۱۸۷۳ع کو واصل بحق ہوئے۔

مدفن:

روہڑی (سندھ) میں آپ کو اس جگہ دفن کیا گیا، جہاں آپ اکثر مراقبہ کرتے تھے۔

تاریخ عرس:

ہر سال ۱۶۔۱۴ ذیقعد کو آپ کا عرس روہڑی میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

تصانیف

حضرت قادر بخش بیدل ایک بہت بڑی علمی اور روحانی شخصیت تھے، جس کا ثبوت ان کی تصانیف ہیں۔ آپ بیک وقت عالم دین، صوفی، شاعر، ادیب اور تاریخ گو تھے۔ اور اپنی ۵۹ سالہ زندگی میں ۳۰ کتابیں تحریر کیں۔ آپ کو عربی، فارسی، اردو، سندھی، اور سرائیکی جیسی مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا، اور آپ نے ان تمام زبانوں میں نظم و نثر کے ذریعے اظہار خیال کیا ہے۔

آپ کی تصانیف کا مختصراً ذکر یہاں نمونے کے طور پر کیا جاتا ہے۔

ا۔ مثنوی ریاض الفقر:

یہ فارسی زبان میں ہے، سال تکمیل ۱۲۵۸ھ ہے۔ یہ مثنوی آپ نے ۲۷ سال کی عمر میں لکھی۔ جو کہ ایک ہزار ابیات پر مشتمل ہے، اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

الا ای ساقی پیمانۂ عشق
وہم بکشا بہ سوی میخانۂ عشق

۲۔دیوان سلوک الطالبین:

اس کی تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے، اور کچھ آگے چل کر اس پر مزید گفتگو ہوگی۔ان شاءاللہ۔

۳۔رموز القادری:

یہ فارسی نظم میں قصیدہ غوثیہ کی شرح ہے۔اس کا سالِ تکمیل ۱۲۵۹ھ ہے۔اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

عشقِ ساقی سالکان ست ای رفیق
می دھد پیمانہ لبریز از رحیق

۴۔مثنوی دلکشا:

یہ مثنوی ۱۲۶۳ھ میں مکمل ہوئی، یہ فارسی زبان میں ہے اس میں انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنے کی تلقین کی گئی ہے، یہ دو بار شائع ہو چکی ہے پہلی بار سندھی ترجمہ کے ساتھ ۱۹۹۶ع میں صوفی سنگت نے بمبئی (بھارت) سے شائع کی۔اور دوسری بار اصل متن کے ساتھ ڈاکٹر نواز علی شوق نے بیدل یادگار کمیٹی کی طرف سے ۲۰۰۵ع میں شائع کی۔

۵۔مثنوی نہر البحر:

یہ مثنوی بھی فارسی زبان میں ہے۔اور مولانا روم کی مثنوی معنوی کے انداز میں لکھی گئی ہے۔اور بتایا ہے کہ مثنوی معنوی ایک بحر ہے اور یہ مثنوی اس سے نکالی گئی ایک نہر ہے،اس کا سال تکمیل ۱۲۶۴ھ ہے۔اور اس کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

بشنو از نی نغمۂ سرِّ الست
تاچہ می گوید ازان عہدِ درست

۶۔ دیوان بیدل (فارسی):

حضرت بیدل کا یہ سب سے بڑا فارسی دیوان ہے۔ یہ ۱۲۸۰ھ میں مکمل ہوا۔ اس میں غزلیات، فرد، رباعیات، مسدس اور مرثیے شامل ہیں۔

۷۔ قصہ ہیر رانجھا:

یہ مثنوی فارسی کے ۱۸۹ اشعار پر مشتمل ہے اور اس میں پنجاب کی معروف رومانی داستان کو نظم کیا گیا ہے۔ پہلا شعر اس طرح ہے۔

زہرچہ خامہ بہ نامۂ دوران
سوادِ حرف غم خوش تراسب بدان

اس مثنوی کا آخری شعر (مقطع) اس طرح ہے:

بمیر بیدل در عشق گر بقا خواہی
کہ بعدِ مرگ بیابی حیات جاودان

۸۔ قصۂ لیلیٰ و مجنون:

جیسا کہ اس نام سے ظاہر ہے، داستانِ لیلی و مجنون کو مختصر کر کے ۱۲۲ ابیات میں بیان کیا ہے۔

۹۔ ظہور نامہ:

فارسی کا ایک مختصر منظوم رسالہ ہے، جس میں منصور حلاج کی فکر کا ابلاغ ہے کہ اس کا پہلا شعر ملاحظہ ہو:

چو ذات حق شائق نام و نشان شده
با وصفِ احمدی بد و عالم عیان شده

۱۰۔ تاریخ ہای وفات:

سندھ کے معروف بزرگانِ دین اور مشاہیر کی وفات کے قطعاتِ تاریخ ہیں، یہ کتاب بھی فارسی نظم میں ہے۔

۱۱۔فوائدالمعنوی:

یہ کتاب عربی نثر میں ہے،۱۲۶۴ھ میں تصنیف کی گئی اس میں تصوف کی ۱۸۷ اصطلاحات کے مفاہیم بیان کے گئے ہیں جیسے عشق، حسن، مجاز، وحدت الوجود، وحدت الشہودوغیرہ۔

اس کتاب کا سندھی ترجمہ فقیر غلام علی مسرور نے کیا،اور مسرور پبلی کیشن کراچی کی طرف سے ۲۰۰۱ع میں شائع ہوئی۔

۱۲۔پنج گنج:

یہ کتاب بھی ۱۲۶۴ھ کی تصنیف شدہ ہے، یہ کتاب حضرت بیدل کے وسعت مطالعہ اور علمی مقام ومرتبہ کا واضح ثبوت ہے،اس کتاب میں حقیقت کے متلاشیون کے لئے چالیس درجات متعین کئے گئے ہیں۔اور ہر درجہ کو عنوان دے کر بطورِ دلیل معرفت کے پانچ خزانوں کی مثالوں سے وضاحت کی ہے،اور وہ پانچ خزانے یہ ہیں،۱۔قرآن مجید۲۔حدیث شریف۳۔مثنوی معنوی۴۔کلام شاہ لطیف بھٹائی ۵۔حکایات۔

یہ کتاب سندھی ترجمے کے ساتھ بھٹائی ثقافتی مرکز کی طرف سے ۱۹۷۶ع میں شائع ہوئی، ترجمہ سبحان بخش قریشی نے کیا۔بارِ دگر اردو ترجمہ کے ساتھ ۲۰۰۰ع میں ڈاکٹر نواز شوق نے اسے شائع کیا۔

۱۳۔سندالموحدین:

اس کتاب میں نامور شعراء اور صوفیہ کا کلام جمع کیا گیا ہے، جن میں شاہ عبداللطیف بھٹائی، قلندر علی شاہ رضوی، پیر سید محمد راشد روضہ دھنی، عبدالحق درازی، سچل سرمست اور کئی دیگر شعراء کا کلام شامل ہے۔اس کتاب کا سالِ تکمیل ۱۲۶۵ھ ہے۔

۱۴۔رموز العارفین:

فارسی نظم کی کتاب ہے، ۱۲۶۸ھ سالِ تصنیف ہے اس میں مختلف اہلِ عرفان کے کلام کی منظوم شرح ہے۔

۱۵۔تقویت القلوب فی تذکرۃ المحبوب:

فارسی اور سندھی نثر میں یہ کتاب ۱۲۶۶ھ میں لکھی گئی۔اس میں وحدت الوجود

سے متعلق مختلف بزرگوں کے اشعار اور اقوال جمع کیے گئے ہیں، اور حضرت بیدل نے ان پر حاشیہ آرائی کی ہے۔

۱۶۔فی بطن احادیث:

عربی اور فارسی نثر کی کتاب ہے، جس مین احادیث کی باطنی اور عرفانی تشریح کی گئی ہے

۱۷۔قرۃ العینین فی مناقب السبطین:

فارسی نثر و نظم پر مشتمل یہ کتاب واقعۂ کربلا سے متعلق ہے۔ اور اس کے صفحات ۱۰۰ ہیں۔

۱۸۔انشاء قادری:

انشاء پردازی پر یہ کتاب فارسی میں ہے، اس میں ۱۰ رقعات شامل ہیں

۱۹۔تاریخ سندھ:

فارسی نثر میں یہ کتاب سندھ کی تاریخ کے بارے میں ہے اور اس میں بیرون سندھ سے آئے ہوئے بزرگوں کے احوال ہیں۔

۲۰۔خطبات جمعہ و وصیت نامہ:

عربی و فارسی نثر و نظم میں ہے، اس میں جمعے کے خطبات شامل ہیں۔ اور ایک وصیت نامہ ہے جس میں ایک شخص کی امداد سے متعلق وصیت کی گئی ہے۔

۲۱۔عقاید:

عربی و فارسی نثر کی اس کتاب میں مصنف نے اپنے عقاید بیان کیے ہیں

۲۲۔متفرق کلام:

بیاض نما اس کتاب میں سندھی، اردو اور فارسی غزلیات شامل ہیں۔

۲۳۔دیوان مصباح الطریقہ:

یہ فارسی دیوان ہے جو بیدل نے حافظ شیرازی سے متاثر ہو کر لکھا ہے، اس میں فارسی غزلیات، رباعیات، مخمس، مسدس اور قطعات شامل ہیں۔ اس کا آغاز اس طرح ہے:

الٰہی مطلعِ انوارِ وحدت ساز جانم را
زظلمت ہای کثرت رستگاری دہ روانم را

۲۴۔دیوان منہاج الحقیقت:

یہ مختصر فارسی دیوان ۱۲۶۵ھ میں مکمل ہوا۔

۲۵۔کرسی نامہ:

فارسی مثنوی ہے، جو ۱۲۶۷ھ میں لکھی گئی، آپ کے فرزند بیکس فقیر نے اسے ۱۲۹۴ھ میں نقل کیا۔ شروع کے دو شعر اس طرح ہیں:

یا رب بحرمتِ شہ کونین مصطفیٰ ﷺ
یا رب بحرمت شہ مردان مرتضیٰ
یارب بحرمتِ شہ شہداء کربلا
یارب بحق زین العبا صاحب علا

۲۶۔سرود نامہ:

یہ بیدل کے سندھی اور سرائیکی کلام کا مجموعہ ہے، جس میں کافیاں، سی حرفیاں، مناقب اور مرثیے شامل ہیں۔ یہ سندھی اور سرائیکی کافیاں اٹھارہ مختلف راگ اور راگنیوں پر مشتمل ہیں، اس کتاب کو سب سے پہلے گدومل ہرجانی نے ۱۹۴۰ع مین شائع کیا بعد میں دوسری بار سید عبدالحسین موسوی نے ''دیوانِ بیدل'' کے نام سے مرتب کیا اور سندھی ادبی بورڈ نے اسے ۱۹۵۴ع میں شائع کیا۔

۲۷۔وحدت نامہ:

وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریئے کو سندھی ابیات مین بیان کیا گیا ہے، گدومل ہرجانی نے اسے ۱۹۴۳ع میں شائع کیا۔

۲۸۔وحدت نامہ (اردو):

اس کتاب کا ذکر گدومل ہرجانی نے وحدت نامہ سندھی کی اشاعت فوق الذکر کے پیش لفظ میں کیا ہے۔

۲۹۔غزلیات ھندی:

بیدل کا یہ اردو دیوان ہے، جو غزلیات، رباعیات اور قطعات پر مشتمل ہے، یہ دیوان اختر درگاہی صاحب نے بڑی دیدہ ریزی، محنت اور تحقیق سے مرتب کیا، اور ایک تحقیقی مقدمہ کے ساتھ پہلے بار سچائی اشاعت گھر دڑو کی جانب ۱۹۹۷ع میں شائع ہوا، جس پر مرتب کو سندھی لینگویج اتھارٹی کی جانب سے ۱۹۹۷ع کی بہترین کتاب کا ایوارڈ حاصل ہوا۔ دوسری مرتب اردو مقدمہ کے ساتھ اسے بیدل یادگار کمیٹی نے ۲۰۰۳ع میں شائع کیا ہے۔

۳۰۔فرائض صوفیہ:

یہ ۲۳ سندھی ابیات کا مجموعہ ہے۔

◆ دیوان سلوک الطالبین

پیش نظر دیوان فارسی زبان میں ہے، اور اس کا موضوع تصوف ہے اس دیوان کا سال تالیف ۱۲۵۹ھ ہے، شاعر نے خود ہی اس کی تاریخ کہی ہے جو اس دیوان کا آخری شعر ہے۔ مادۂ تاریخ ''مضمونِ رموزِ کُن'' ہے۔ ۱۲۵۹ھ

فقیر قادر بخش بیدل کا یہ وہ واحد دیوان ے جس میں اس نے بیدل کے بجائے ''طالب'' تخلص اختیار کیا ہے۔ اس دیوان میں اس نے پورا زورِ فن دکھایا ہے، اس دیوان میں کل ۹۰ غزلیں ہیں پورا دیوان صنعت لزوم مالا یلزم کے تحت ہے۔ شاعر نے

اپنے کلام میں یہ اہتمام کیا ہے کہ جس حرف کی ردیف ہے، اس غزل کا ہر مصرعہ اولیٰ اسی حرف سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی اگر ردیف الف کی ہے تو ہر شعر الف سے ہی شروع بھی ہوتا ہے۔ اگر ردیف ''ض'' کی ہے تو ہر شعر حرف ''ض' سے ہی شروع ہوتا ہے۔ یہ اہتمام پورے دیوان میں ہے۔

اگرچہ یہ دیوان فارسی میں ہے، لیکن ایک غزل عربی کی بھی اس میں شامل ہے جو اسی صنعت لزوم مالا یلزم کے تحت کہی گئی ہے۔

حافظ شیرازی کا رنگ

یہ بات مسلمہ ہے کہ ہر فارسی گو شاعر نے حافظ کا اثر قبول کیا ہے، اور کسی نہ کسی پہلو سے یہ رنگ ہر ایک کے کلام میں نظر آتا ہے۔ لیکن ہمارے شاعر نے یہ اثر کچھ زیادہ ہی قبول کیا ہے۔ حافظ کی زمین، فکر، استعارے اور حتیٰ کہ ردیف و قافیہ تک اثر انداز نظر آتے ہیں۔ چنانچہ شروع کی دو غزلوں کے یہ مطلع ملاحظہ ہوں:

۱۔ الٰہی موجِ وحدت بخش دریای خیالم را
بہ بحرِ حال گم گردان حبابِ قیل و قالم را

۲۔ اگر آں گلرخ آراید بہ غازہ روی زیبارا
نہ بیند کس بہ گلزاری عنادل مست شیدا را

دیوانِ حافظ کی پہلی غزل (الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا) کے تتبع میں بیدل (طالب) کی یہ غزل ملاحظہ ہو:

الا ای شاھدِ معنی بیارا تخت محفل ھا

◆ منصورِ حلاج اور بیدل

بیدل سائین، منصورِ حلاج کا مدّاح اور اس کی فکر کا مبلّغ اور شارح ہے، منصور کے نعرۂ اناالحق کو بڑے وثوق اور اعتماد سے بیان کرتا ہے۔ مثلاً اس دیوان میں یہ غزل ملاحظہ ہو

جس کی ردیف ہی یہ ہے کہ: (بزن اناالحق، بزن اناالحق) اس غزل کا مطلع اس طرح ہے۔

قدیم باش و بلا تعلق، بزن اناالحق بزن اناالحق
محیطِ بے چوں چو ذاتِ مطلق، بزن اناالحق بزن اناالحق

اور پھر منصور کے اس نعرۂ مستانہ کی یوں توثیق بھی کرتا ہے

اناالحق گرشد از منصور پیدا
حق است از شعلہ گشت از طور پیدا

یا

حروفِ ہستی حلاج را چومک کردند
اناالحق آمد گلبانگ جان او واضح

اور اپنے اس خیال ونظریہ کی تائید میں یوں بھی کہتا ہے

جنید و شبلی این رمز رانکو دانند
کہ کس نکرد چنین فتح باب چوں حلاج

اس غزل کے گیارہ اشعار ہیں، اور ردیف ''چوں حلاج'' ہے جس میں مختلف پہلوؤں سے حلاج کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔

◆ بیدل کا نظریۂ وحدت الوجود

صوفیائے متقدمین کی طرح بیدل بھی نظریۂ وحدت الوجود کا قائل ہے، اور اس فکر وفلسفہ کا مبلغ وشارح ہے۔ اس کا پورا کلام اس نظریئے کا موید اور موئق ہے چنانہ اس دیوان کے آغاز میں ہی اس کا یہ دعائیہ شعر (مطلع) ملاحظہ ہو۔

الٰہی موجِ وحدت بخش دریای خیالم را
بہ بحرِ حال گم گردان حبابِ قیل وقالم را

ردیف واؤ کے ایک مقطع میں کہا ہے کہ

وقوف نیست از وحدت کہ ہستی طالب کثرت
شکن این قید باھمّت کہ لاموجود الاّ ھو

اس غزل کی ردیف ہی ''لاموجود الاھو'' ہے۔اور یہ شعر ملاحظہ ہو

واحد وجودِ حق بدان، آن ذات را مطلق بدان
ہم حق بدان، ہم حق بخوان، لا لا مگو الا بجو

بیدل اس نظریئے کا نہ صرف قائل اور حامی ہے، بلکہ اس کا زبردست شارح بھی ہے، اس کا یہ سارا دیوان اس کے زاویۂ فکر پر شاہد ہے ملاحظہ ہو اس کا یہ شعر

ہُو ہُو اللہ زہر مظہر رخسارہ نمود
تو عبث سر بہ گریبان شد ای یعنی چہ

نیز اسی ضمن میں یہ بھی کہتا ہے کہ

آمد آن نورِ پاک درشکلِ اطوارہا
کرد عیان در ظہور جلوۂ آثارہا

اشہد ان لاّ الہ الاّ ذاتِ وحید
وحدت متنِ من است شرح وی اخبارہا

بزرگانِ دین سے عقیدت ومحبت

بیدل کے اس دیوان میں اس کی بزرگانِ دین سے عقیدت ومحبت کے بھی بہترین نمونے پائے جاے ہیں، جس سے اس کے عقاید، افکار اور نظریات کی بھی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے۔ مثلاً سرکارِ دو عالم حضرت محمد رسول ﷺ، آپ کے صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدینؓ، بارہ امام علیہم السلام، صوفیائے عظام مثلاً منصور حلاج، حضرت جنید بغدادی، حضرت شیخ شبلی، مولانا روم، حضرت لعل شہباز قلندر، اور بالخصوص متعدد مقامات پر اور پھر ایک غزل کی پوری ردیف میں رشد الحق صفی اللہ کا ذکر

کرتا ہے۔مثلاً وہ کہتا ہے:

ہادی مہدی مرشدِ راہ رشد الحق صفی اللہ
سرّ الٰہی شاھنشاہ رشد الحق صفی اللہ

چنانچہ بزرگان دین کے ذکر کو وہ باعث وموجبِ رحمت خداوندی گردانتا ہے اور اپنے عقیدے کی یوں وضاحت کرتا ہے۔

تحمّد اہلِ دل باشد تنزل رحمت بے چون
نثارِ شاہِ شاہان ساز گوہر ہای گفتارت

◆ بیدل سے علامہ اقبال کی فکری مماثلت

ا۔علامہ اقبال انسان کو اس کی عظمت رفتہ،شان وشوکت اور فکر ونظر کی بلند پرواز کی یاد دلاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ:

'پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی'

یہی بات علامہ اقبال سے بہت پہلے حضرت بیدل سائیں نے یوں کہی ہے۔

زعرشِ اعظم بالاست آشیانہ تو
قفس شکن بسوی آشیان بکن پرواز

۲۔علامہ اقبال انسان کو تقلید سے بھی آزاد دیکھنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

تقلید کی روش سے بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ،خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

یہی بات بیدل سائیں بہت پہلے کہہ چکے ہیں:

تقلّد کی توان گردد بہ تحقیق صفا ہمسر
اگر خواہی معارفِ حق، برونِ نہ پاز پندارت

۳۔اقبال، زاہد خشک اور بے عمل ملّا کو پسند نہیں کرتے اور برملا کہتے ہیں۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملّا کی اذاں اور، مجاہد کی اذاں اور

ہمارے شاعر بیدل سائیں نے بھی ایسے ملاؤں کو پسند نہیں فرمایا اور کہا ہے کہ:

ذالک المکتوب در تدریسِ عشق
باشد از تحریر ملّایان لذیذ

چنانچہ ہم بجا طور پر یہ کہنے میں حق بجانت ہیں کہ علامہ اقبال کی فکر کے متعدد پہلو حضرت بیدل سائیں کے فکر و فلسفہ سے مماثلت رکھتے ہیں اور یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ اس پر بڑی سنجیدگی سے متین تحقیق کی ضرورت ہے۔ امید ہے آئیندہ کا کوئی محقق ضرور اس موضوع پر دادِ تحقیق دے گا۔ انشاءاللہ

متن کے بارے میں معروضات

اگر چہ دو نسخوں کو سامنے رکھ کر یہ متن تیار کیا گیا ہے، لیکن پھر انسانی کاموں میں سہو و خطا کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ بھرپور کوشش کے باوجود متن میں بعض تسامحات نظر آئیں گے جن میں زیادہ تر شعری اوزان کے ہیں۔ باوجود اس کے کہ خود بیدل سائیں موسیقی سے گہرا شعف اور واقفیت رکھتے تھے، اور عروض کی باریکیون سے بھی آگاہ تھے، کیوں کہ ایک قادر الکلام شاعر کے لیے ضروری ہے کہ وہ شعری اوزان کو بخوبی جانتا ہو۔ لیکن نجانے کیوں بعض اشعار اس دیوان میں شعری اوزان سے خارج ہیں۔ جنہیں جوں کا توں نقل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ بعض اشعار میں املا کے سقم بھی ہیں، لگتا ہے کہ کاتب کا سہو ہو، جنہیں حتی المقدور ٹھیک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم بعض جگہ اضافت کا عمل وزن کو خراب کرنے کا موجب بنتا ہے اس لیے اسے جوں کا توں رہنے دیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ سندھی اور سرائیکی لہجے کی مانند وہاں بھی کام لیا گیا ہے جیسے ''پروبال'' کو پرّ وبال کہے بغیر وزن پورا نہیں تھا لیکن صوفیہ کے

کلام میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ جو بات کہنا چاہتے ہیں اصل توجہ اس پہ رکھتے ہیں، اوزان میں کمی بیشی ہوتی ہے تو اس کی پرواہ نہیں کرتے

تذکر

اس مقدمے کی تیاری میں جناب اختر درگاہی کا مرتبہ دیوان بیدل (اردو) مطبوعہ بیدل یادگار کامیٹی ۲۰۰۳ع کے مقدمہ سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے

تشکر

آخر میں اپنے دوست جناب اختر درگاہی صاحب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں، جن کی کوشش و کاوش اور معاونت سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ انہیں جس قدر بیدل سائیں سے عقیدت ہے اور وہ اس ضمن میں جتنا کام کرنا اور کروانا چاہتے ہیں، اس قدر ذوق دورِ حاضر کے لوگوں میں نظر نہیں آتا۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ ان کے خوابوں کو حُسنِ تعبیر عطا فرمائے آمین۔ والسلام

خاکپائے اہل اللہ
(ڈاکٹر سید)
خضر نوشاہی

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ
۱۹ اکتوبر ۲۰۰۶
روہڑی

دیوان سلوک الطالبین

(فارسی)

فقیر قادر بخش بیدل

(۱)

الٰہی موجِ وحدت بخش دریای خیالم را
به بحرِ حال گُم گردان حباب قیل و قالم را

ازان نزہت گہِ قدسی چوں این مرغ آشیان برداشت
بدوزد ناوک حادثہ دما دم پرو بالم را

اگرچہ زندہ ام لیکن بصد شرمندگی مرہون
بدستِ مرحمت بکشا تو بندِ انفعالم را

انیسِ خلوتِ رندان نباشد جزمی و ساقی
فرست این ہردو را باری اجابت دہ سوالم را

ازالہ شورشی ہستی بود آسایشِ طالب
بجمع نیستی جا دہ دلِ وحشت مآلم را

اقامتِ دیو برتختِ سلیمانی نمی زیبد
مکن قایم مقامِ روح، نفس بدسکالم را

اناالله است گلبانگ یقین در وادیِ ایمن
چراغ افروز بزم موسوی ساز اشتعالم را

ادیم صحن ناسوتی ندارد وسعتِ میدان
جهان در عرصهٔ جبروت شبدیز جلالم را

امورِ علوی و سفلی ز لطفت می شود نافذ
نفاذ یسر لطفی کن چنین امر محالم را

انیت را باثبات هوّیت نفی گردانی
مبدل کن بتوفیق سعادت خود و بالم را

افاقه هست طالب راز مستی دور می دارد
بصهبای عدم لبریز کن پیمانهٔ حالم را

❁

(۲)

اگر آن گل رخ آراید بغازه روی زیبارا
نه بیند کس بگلزاری عنادل مست شیدا را

اشارت های طنازی زانسش میشود پیدا
کند فهم رسا تحصیل حلّ این معما را

امارت کشور هیچون بود ویرانی هستی
که اینجا می رسد شاهی، گدای بی سرو پارا

الا ای مظهر سِرّ حقیقت نور سبحانی
بسوی محویت رو ده خیال مجلس آرا را

ابد را با ازل مخفی ز فکرت اتصال آید
کہ باشد کُلُّ مَنْ فانٍ سجنجل وجہ یبقیٰ را

ازل را با ابدہم قربت ادنی بود باقی
کہ یوسف عاقبت در دست می آید زلیخا را

اتا نی الشوق مخفیاً سقانی الکاس من وصل
چشیدم ذوق آن شربت کشیدم جام صہبارا

احد از حُب و عرفان شد بمیم احمدی موجود
و گرنہ کنہ بیچون نیست اوصاف مبرّا را

اسیر آرزوی نفس بودن نقد بیراقی ست
کہ زنگ اوہام ظلمانی کند آئینہ اخفارا

اناالحق مشتہرگشتہ بعالم از لب حلاج
ولی تشریح می بایست این اسرار معنیٰ را

ابا کردن ز احکام طریقت کار مردان نیست
زہستی دست شو طالب کہ یابی وصل مولیٰ را

❁

(۳)

آنز وا از جسم و جان شاید که بگزینیم ما
ہمچو سیمرغی بقاف بیخودی شینیم ما

آفتِ ہستی اگر مانع نگردد از حضور
چہرۂ تحقیق باعین الیقین بینیم ما

افتتاح قفل میکده ساز ای ساقی کریم
زانکه من لب تشنه صوفی رند آئینیم ما

از در بزم تشرع مانده ام خوار و ذلیل
زانکه در میخانه با صد عز و تمکینیم ما

این همه کردار من هر چند ناشائسته اند
لطف او بین کین همه شائسته تحسینیم ما

انسب آن باشد که خاموشی گزینیم طائفاً
ورنه محبوس طبائع و قید نفرینیم ما

اختیار اندیشۂ عشاق از ادراک نیست
پای بند رشتۂ افهام دیرینیم ما

آفتاب معرفت زایل نگردد هیچ گاه
منبع کفر حقیق و مجمع دینیم ما

استو ای مهر وحدت نفی بخم کثرت است
فارغ از فکر معاد وعهد دوشینیم ما

اعتزال ازخلق باشد مایۂ آسایشی
غافل از تشویش هستی محو تسکینیم ما

آزمودن فکر طالب استقامت کامل است
در محبت بیخبر از وہم تکوینیم ما

❁

(۴)

ای بہار حسن تو رونق ده بستان ما
قدِر رعنای تو سرو جو یبار جان ما

آرزدی خاطرم کی می کشد سوی چمن
زلف و رخسارِ بتان باشد گل و ریحان ما

از برای انکشاف غنچۂ دل منقبض
چشم معشوق است نرگس روضۂ رضوان ما

افتتاح باب مسرت خندهٔ شیرین تست
غنچگی بگذار ای لعلت گل خندانِ ما

الفت دیدار گل رویان مرا از خود رہاند
نغمهٔ ذاتی ست صوتِ بلبل دستان ما

آفتاب و سایه را باہم نه بیند ہیچ کس
شب بروز آمیخته زلف و عارض جانان ما

اشک حسرت مابصورت دانهٔ شبنم تراست
لیک دارد عزم وصلِ محور تابان ما

آفرین بادا بجان بازی که جانبازی کند
در ره جولان رضای صدمهٔ سلطان ما

اوفتاد از جلوه اش موسی ز دیوار وجود
می زند برہم تجلی حسن خان و مان ما

انتظار از حد گذشت اکنون زلیخا را به ہجر
لطف فرما رخ نما ای یوسف کنعان ما

آنکه طالب را بدور جام نرگس مست کرد
باز در بزمش رسید آن ساقی دوران ما

❁

(۵)

آشفته دل کسی که شد از دوستان جدا
چون بلبلی که می شود از بوستان جدا

اُنس رقیب سخت تراز هجر دلبر است
داند دلی که ماند ازان دلستان جدا

آلام روزگا غمِ فرقتِ نگار
این هم جدا کشد بسوی خویش و آن جدا

ای دل اگر طلب کنی آسایشی دوام
بہرِ کمال ذوق شو از جسم و جان جدا

آنکس به لامکان شده آسوده دل که ماند
در محویت مقیم زکون و مکان جدا

از جلوه گل بنغمه در آیند بلبلان
پروانه پیش شمع بماند از زبان جدا

القاب جذبه مزد زخود رسته رادهند
سالک بدین امید برفت از جهان جدا

القاب حق که رتبهٔ علیا بشان رسید
گشتند از تعلق نام ونشان جدا

انعام عشق دل شدگان را نواخته
زآن روشدند از هوس آب و نان جدا

این پایهٔ بلند بهرکس نمی رسد
الّا بدان کسی که شد از خانمان جدا

الهام یارشد که نمانی به شش جهات
طالب هلا بشو ز زمین و زمان جدا

❁

(٦)

ای پیک صبح از من گو یار دلربا را
کز غم فسرد جانم دیدار ده خدار را

ارباب لطف هرگز کسرت دلی نخواهد
مابنده دل شکسته خواهیم مومیا را

از یمن التفاتِ صاحبدلان شودزر
خاکِ ظلام کثرت چوں یافت آن صفارا

احباب رانباشد خوف و امید قطعاً
بگذاشتند این همه آشوب ماسویٰ را

اسرارِ ذاتِ مطلق آنکس بفهمد الحق
کز جسم و جان چو عاشق بیردن کشد ہوا را

آید شہی بہ ناگہ در بزمت آن شہنشہ
سازد ز سّرت آگہ شاہی دہد گدا را

آور دہ ام ندامت ای معدنِ کرامت
باشوکت و شہامت بنواز بینوا را

ابرِ صفاست جودت بحر کرم وجودت
مہرِ بقا شہودت انوارِ کبریا را

ادبار خاصگان شد اقبال عام لابد
علم الیقین نیابد حق الیقین بقارا

اثبات نور ذاتی لامی کند صفاتی
بخشد نہان حیاتی ارواح اولیا را

آدابِ فقر آموزلب از مقالِ بد دوز
طالب بہ نارِ غم سوز بیگانہ و آشنا را

(۷)

آمد آن نور پاک درشکل اطوار ہا
کرد عیان در ظہور جلوۂ آثار ہا

آدم و نوح وخلیل احسنِ تقویم اوست
حسنِ شہادت کشید سرز گل و خار ہا

آب و گل ماسرشت، جان و دل مانہفت
حرف وجودم نوشت باقلم آرا ہا

اشہد ان لاآلہٰ الاّ ذاتِ وحید
وحدت متن من است شرح وی اخبار ہا

اظہر در ظہور نور حقیقت نگر (کذا)
رنگ ظہورات حسن مطلع انوار ہا

از دوجہان فارغ است دل کہ طلب گار اوست
صورت بیکار ماند معنی درکار ہا

آن کہ ز گلزار قدس یافت نسیم بطون
چون گل کرد از جنون جامۂ تن پا رہا

اول (و) آخر همون، باطن و ظاهر همون
محرم و ماهر همون کاشف استار ها

ارض و سما آسیاست ماهمه چوں دانه ایم
گر روم از خود برون واکشم این بار ها

آفتِ عشق است این کآمد بر بیدلان
ورنه نیاید رموز بطن بگفتار ها (کذا)

آرزوی عارفان نیست سوی حظِّ نفس
دشمن هستی بود طالب دیدار ها

❁

(۸)

الا ای شاہد معنی بیارا تخت محفل ها
که بی روی دلفروزت نگرد دغم کم از دلها (کذا)

ارادت مندی معشوق عاشق را هم آغوش است
که از تکمیل حرمان سربر آر دحل مشکل ها

اثردارد نموءِ جوشش مستی بجز گفتن
که قوت یافت از آثار آخرها و اول ها

انای خاطرِ خاصان پُراز ذوق کمال آمد
از آن رو اندر و کردند دین و کفر زائل ہا

امل تدبیر کم دارد کسی کو محومطلق شد
نیاید جان کہ درکنہ است گاہی سوی ساحل ہا

اشارت لآ و الاّ راکسی فہمد کہ لا گردد
شنو این رمز بی رنگی برون کش پا زینِ گلہا

اجابت دعوتِ مظلوم آثارِ عیان دارد
نسیم صبحدم شکفاند از ہر غنچۂ گلہا

انابت فکر مشتاقان رخ سوی معاد آرد
بلی با بوی جمع دل توان طی کرد منزلہا

ازین اوہام نفسانی گرفتار ست دل لیکن
خلافِ نفس خواہد کرد روشن روی مشعل ہا

اخ الموت است نوم ای دل زخواب ہستی برخیز
صلا ہای جرس بشنوستان رہ سوی محملہا

انا الطّالب تو مطلوبی منم راغب تو مرغوبی
توی شہ کشورِ خُوبی توئ حل مسائلہا

(۹)

انا الحق گر شد از منصور پیدا
حق است از شعله گشت از طور پیدا

انا احمد بلا میم است شاهد
که شد از ناظران منظور پیدا

اقارب نیستی هستند با دوست
که نور قرب شد از دور پیدا

ازان فکرت دمید این نور بیچون
که از دانش شود دستور پیدا

اگر زان رخ بر افتد احتجابی
بگردد زو سراپا نور پیدا

انیّت سرکشید از نفی ایجاد
چو صبحی کوشد از دیجور پیدا

انیس عاشقان شد مژدۀ وصل
صفا شد از دلِ مقهور پیدا

اشدّ الحزن ہجرانِ حبیب است
کہ شد در خاطرِ مسرور پیدا

ادیم خاک را گرد و غباری ست
کہ آخر گشتہ زور از زور پیدا

امانت عشق را برداشت انسان
شد این شورش دران مہجور پیدا

ایا طالب بکش این نفس چوں دیو
کہ تاگردد ازو صد حور پیدا

❁

(۱۰)

بحر بیرنگ است رنگ آمد حباب
ظاہرش ابر و باطن آفتاب

بہرہ زان انوار با جانت رسد
گر برون آیی ازین بیت تراب

بستہ شہبال تو صیاد قضا
تاشدی محبوس دام دانہ و آب

بال و پر افشان پر تا دزوه عرش
تا بہ بینی جلوه آن لُبِّ لباب

بگسل این پیوند های بی بقا
رو برون آور زبندِ احتجاب

بند پنداری گسل و آزاد شو
برفگن از چهرهٔ شاهد نقاب

باش فارغ از تقید جسم و جان
تا بیابی در حقایق فتح یاب

بی نشان است آنکه همدم جانِ تست
گم بشو گم تا شوی زو وصل یاب

بخت بیدار است اگر یاری کند
وا رهی زود از خیالِ خورد و خواب

باز دار ای مردصوفی گوشِ هوش
بشنو این نغمات از چنگ ورباب

بندهٔ عشقِ تو طالب شد کنون
کرد چشمت خانهٔ تقویٰ خراب

❁

(۱۱)

بشمع سرِّ خود جانِ مرا پروانه کن یا رب
زجام بیخودی حال مرامستانه کن یا رب

بعمرانات تکوین خاطرم راحت نمی یابد
زشوق نیستی رویم سوی ویرانه کن یارب

بهار گلشنِ وحدت چمن پیر ای غیب آمد
دلم را درهوایش بلبلِ دیوانه کن یارب

بشارت ده غریق بحر دوری را بقرب خود
رفیق این دل شکسته همت مردانه کن یارب

بشارت ده غریق بحر دوری را بقربِ خود
رفیق این دل شکسته همتِ مردانه کن یارب

برد آبِ رخم هر لحظه دانه سبحۀ شیخی
به زنّار طریقم روسوی میخانه کن یارب

براتِ نور قلبی را بنام من به تسطیر آر
زنورِ طورِ وحدت شمع درکاشانه کن یارب

بساطِ عالمِ سفلی شود طی عاقبت روزی
مرا زان پیشتر دل جان سوی جانانه کن یارب

بنای هستی موهوم را برکن بلطف ای دوست
بصهبای شهادت روشن این پیمانه کن یارب

بروزی جلوهٔ حسن پری رویان تماشای ست
پی مشاطگی زلفِ بتانم شانه کن یارب

بسانِ مرغ شب نفسم بشیخی می زند بانگی
بذوق محویت درگل نهان چون دانه کن یارب

برین درگاه طالب رامدامی روی برخاک است
بلطفش سرخوش از جام می رندانه کن یارب

❁

(۱۲)

بی تو خوشدل نخفته ام امشب
دامن غم گرفته ام امشب

بامژه، همچو نوک گوهر اِشک
در شبِ تارسُفته ام امشب

بسکه جان برلب است از حرمان
راز در دل نهفته ام امشب

باخیالِ تو گفتهٔ بی صوت
بی زبان گشته گفته ام امشب

بهر خلوت گهِ تنزه ذات
گِرد ازخانه رُفته ام امشب

باختم دین و دل که از لعلش
رمز های شفته ام امشب

باز زان اشتغال نایرهٔ غم
چوں تنوری بتفته ام امشب

باد سحری عنایتی فرمود
که گُل آسا شگفته ام امشب

بسته ام چشم تا شوم محروم
همچو زلفِ تو شفته(۱) ام امشب

بندهٔ طالبیم سائلِ درد
گوهر نظم سفته ام امشب

۱- مخففِ آشفته

(۱۳)

بردم قیاس فکر ز انوار آفتاب
ہر ذرہ بود مخزن اسرار آفتاب

برچین بصد تحیّر با دست چشم تر
ہردم گل شہود زگلزار آفتاب

باصد ادب نشستہ و از خویش بیخبر
حر با؟ بحضرتِ قِدم آثار آفتاب

بشکن توسقف ہستی خود را بزو دتر
تاجلوہ گرشود رخ دلدار آفتاب

برداشت استوای ظہورش ظلام جسم
شب پر نہفت شد چو پدید ار آفتاب

باشد کساد رونق شمع و وستارگان
صبح سطوع گرمی بازار آفتاب

بختم کہ خفتہ بود وصدچشم باز کرد
نوشیدہ می زساغر سرشار آفتاب

برو از غبار خانهٔ خاکی برون نهان
عیسی صفت بمنزل اطوار آفتاب

بن مریم از ظلامی وهم وجود رست
چوں شد دلش منیر ز دیدار آفتاب

بی جلوهٔ خیال بتان زندگی مباد
روشنگریست دیدهٔ بیدار آفتاب

بندهٔ نظار آن رخ روشن وجود تست
طالب شکن بهمت دیوار آفتاب

❁

(١٤)

تراکه این همه رحمت به حال زار من ست
گدایی درتو مایه افتخار من است

تنم فتاده بکوی تو تاقیامت باد
که این مقام چو فردوس صدبهار من است

تپیده خاطرم می ریزم اشک خون از چشم
بیا بیا که قدت سرو جو ئبار من است

تراب عتبۂ غوث الزّمان خیرالدّین
عبیر غالیہ جان ابر مشکبار من است

تنعّمِ دوجہان دلفریب من نشود
کہ لطف عام تو پیوستہ ہم کنار من است

ترنم آہ عنادل زمن قراری برد
مگر کہ شاخِ گل و لالہ بر مزارِ من است

توی کہ با نظر آرام عاشقان بردی
بیا کہ دیدن تو باعثِ قرار من است

تمسکِ دلِ عشاق شد بحبل متین
نمای رُخ کہ رخت رفع اضطرارِ من است

تفاوتی نکنم گرچہ سرکشی ز وفا
کہ یاد وصلِ تو ہر لحظہ غمگسارِ من است

تزہدّ من دیوانۂ چہ می پرسی
شراب وشاھد آئین اشتہار من است

تغافلِ توبہ ہمت فزود طالب را
عتاب تلخ توشیرین اعتبار من است

❁

(۱۵)

تلالو جلوهٔ ذاتی است رخسارِ پُر انوارت
سوادِ لیلتہ القدر است گیسوی عطربارت

تہی از می مباد آن ساغرِ چشمانِ سرخوش تو
کہ مستان میگرند زان اقداح سرشارت

تماشای است گر یکدم بہ مجلس من قدم آری
کہ گردد خاطرِ غمدیدہ شاد از وصل غم خوارت

تخیّل عشق پردازی زوصلت ذوقِ قوت یافت
فرازِ عرش جا دارد بہمت دل طلبگارت

تہیہ عشرتِ باقی بود از خود فنا گشتن
کہ این بیکاری مطلق نماید روی درکارت

تقلّد کی تو ان گردد بہ تحقیق صفا ہمسر
اگر خواہی معارفِ حق برونِ نہ پاز پندارت

ترا با نغمۂ قدسی سرایانند خوشخوانان
شنو این صوتِ نامحدود فہم این نکتہ اسرارت

تمنای تو گر باشد سوی سیر ارم یکره
به بیل لاآلہ اینجا بیفکن بیخ دیوارت

تحمد اہل دل باشد تنزل رحمت بیچون
نثار شاہ شاہاں ساز گوہر ہای گفتارت

تسلی می دہد دل راخیال صورتت دائم
منور باد چشمِ دل ز نورِ فیضِ دیدارت

تشفی خاطرِ بیمار نوش لعل شیرین است
ہمیشہ باد طالب را دل و جان در سر و کارت

❁

(۱٦)

تا دلم دامنِ رجال گرفت
طائر روح پرّ و بال گرفت

تیز گردد آتشِ شوقش
ہر کہ این ساغرِ زلال گرفت

تشنہ ترماند و غریق دریاشد
عاشقی کین رہِ جلال گرفت

تن بخاک او فتادۂ در وحش
راہِ توحید لایزال گرفت

تُرک هندی اگرچه طنّازی ست
لیک پیشِ توانفعال گرفت

ترک سرگفته ام که کوکب عشق
رستم هوش را چو زال گرفت

تازه ترمی نماید این حسنم
که ز نورِ قدِم کمال گرفت

توبه از عشق چون کند دلِ من
که شمی بهره زان وصال گرفت

تافت نور از جبین تو برمن
جسم و جان را در اشتعال گرفت

تخت گاه دی ست دزوۂ عرش
دل که از فرش انتقال گرفت

تاب قدرت نگر که ای طالب
قیل و قال تو رنگِ حال گرفت

(۱۷)

تاثر درد جلوه گراز آه و ناله ایست
هر چند شرح حال برون از مقاله ایست

تاثیر عشق باز رساند مگر مرا
ورنه وصولِ قرب رہِ چند ساله ایست

تنزیه ذات محتجب اندر صفات ماند
صوفی که گم شده است نشان پرس ضاله ایست

تدبیر کار مرد طریقت جنون بود
کا ینجا کمال دولت اندر ازاله ایست

تحریر شد بحلقۂ بگوشان تو نام من
شکرِ خدا که حجت من این قباله ایست

ترقی گرفت شوق دل از پر تو وصال
زان رو مقالِ غم رقم این رساله ایست

تتق دوئ تجلیۂ نور پاک سوخت
آری نتیجه معجز قطع طواله ایست

تا تار دانم این همه صحر ای پر جنون
کِش محض جامِ وحدت چشمِ غزاله ایست

تخلیط جان بجسم طلسم عجائب است
جون غالیه که همدم مشکین کلاله ایست

تقدیر بود ورنه که آید درین قفس
لابد داغِ کثرت برسینۂ لاله ایست

تشبیه نیست جلوۂ بی رنگ یار را
طالب مگوکه ماه گرفتارِ هاله ایست

❁

(۱۸)

تذکرۂ ذوقِ می برلبِ فرزانه رفت
زاہد صومعه گزینِ خاست به میخانه رفت

تاخت جنود جلال برصف ملکوتیان
شعلۂ شمعِ غرور برسرِ پروانه رفت

تیزی آتش جگر آب رخ صبر برد
محتسب از جوش دل برسر پیمانه رفت

تصفیۂ قلب چیست صیقلِ ذکرِ دوام
روشن باد آن نفس کز تن بیگانہ رفت

تزکیہ انفاس داد حوادث حدوث
گنج قدیم خفی در دل ویرانہ رفت

ترک ہو ای وجود باعث آزادگی ست
ہرکہ درین مشرب است بی سرو سامانہ رفت

تعبیۂ بی چگون بود برا از چون
گیسوی مشکین اجد درسلکِ شانہ رفت

تاب شہادت شود ظلمتِ ہستی ز دود
شکر کہ جان حزین درغم جانانہ رفت

تافت فروغ ازل از رخ ساقی و جام
عاشق انوار می بیخود مستانہ رفت

تابہ نہان رونمود کند کمال وحید
قصہ کوتاہ شد کلمہ و افسانہ رفت

تیرگی جسمہا کم شدہ در نور جان
طالب چوں سایہ بود سوی عدم خانہ رفت

❁

(۱۹)

تن چو قفس بگذار برو گر افتد سوی سماء سرت
وازو هم وجودست بشوتا باز شند این بال و پرست

تخلیط بجسم واسم مکن تکیه براه و رسم مکن
روی دل جز بطلسم مکن تاباز دهند ازوخبرت

تنزیه کمال نمی دانی مندرجه حال نمی خوانی
برخیز بشوق که بتوانی تیغ آر به کف که شود ظفرت

تخلیص ز فرش دہند ترا، جا برسر عرش کنند ترا
ازعرش علاتا تحت ثریٰ سازند به یک دم ره گذرت

توحید،ہمون جابی شرک است ہم زندگی جان نی مرگ است
شجراست ولیکن بی برگ است بی موسم و وقت دہد ثمرت

تدریج صفای بدست آور، درھستی خویش شکست آور
عدمی را باز بدست آور تابرسر تاج رسد گهرت

تاجِ طلب از سر مفکن متاع فنا را سر بشکن
این هوش حوارث برہم زن ماّ یا بدنور علا نظرت

تعلیم عروجِ بیاموزی واز نطق تنزل لب دوزی
چون شمع شهود بیفروزی پر نور شود دیوار و درت

تقلید بهانه چند کنی دل برسر نار سپند کنی
تاچند به تن پیوند کنی عیب است سراپا این هنرت

تعظیم عوام مشایخ را کرده است مریض القلب هلا
رندانه به بزمِ عشق درآ تا بینی فائده این سفرت

تشریح ندارد نکتهٔ هو گم گردد فکر فصیح درو
ای طالب ترک وجود بگو تا بخشد عشق زخود اثرت

❁

(۴۰)

تحفه است جان ولی به سوی دوستان فرست
هد هد خوش است سوی سبای جنان فرست

تنبیه هر دمت دهد انفاس زاکیه
کین مرغ خوش نوا بسوی بوستان فرست

تائید شاه طبل نواز است بهر تو
شهباز قدس را به سوی آشیان فرست

تعجیل کن رجوع ستان سوی اصل ذات
عنقای خود به کاف چنین بی نشان فرست

تا کی درین سراچهٔ محبوس می تو ان
بگذار جسم و جان به سوی لامکان فرست

توبه طریق چیست اصالته به اصل خویش
بردار دل ز فرش سوی عرشیان فرست

تمثال معنوی به کف آور فریفته شو
قالب گذار قلب به روحانیان فرست

تنویر بزم حسن پرستان ظهوره ایست
یارب به من فروغ ز روی بتان فرست

تفتیح باب عاشق صورت جمیله باد
باری بکام جان من آن دل ستان فرست

تختِ دلم که صاف شداز گردِ این و آن
بر تخت دل به شوکت شاهِ شهان فرست

تزئید ذوق گر طلبی مضطرب مباش
طالب خیالِ خویش به دارالامان فرست

(۲۱)

ثبوتِ ذات بہ بین وصف جو سباش عبث
بہ پر بہ بالِ یقین ہرزہ گو مباش عبث

ثواب گر طلبی سر مکش زجیب عدم
بفکر تذکرہ ہر کہنہ و نو مباش عبث

ثقیل تر زگرانی وجود چیزی نیست
بزیرِ بار تو پشتِ دوتا مباش عبث

ثیاب طائفہ عریان بود تجلی ذات
بہ وہم جامۂ جسمی کرد مباش عبث

ثنای پیر مغان وردِ جان بساز مدام
بشغل شعر چنان گرم رومباش عبث

ثمن وصال دمی چیست سلک گوہر اشک
بہ وادی سخنی تیز پو مباش عبث

ثبور درد کم افزا دم بخود درکش
مغیث رنج و الم کوبہ کو مباش عبث

ثلاث و ثالث را ساز گم در احدیت
درین سراب پی آب دو مباش عبث

ثمار بید عدم درکف آربا همت
فریب میوهٔ هستی شنو مباش عبث

ثباتِ جلوهٔ وحدت بتو ز توافرست
تو دور تر بتأسف از و مباش عبث

ثمود هستی باربهٔ لابه کش طالب
چو صالح از ستمش سرفرو مباش عبث

❁

(۲۲)

ثابت از شمع قدیم است این شبستانِ حدوث
ورنه بی مهتاب بود این عرصه ویرانِ حدوث

ثانی و ثالث هویدا از ظهور واحد است
گرنه بودی نورحق پیدا نه بُد شانِ حدوث

ثَمَّ وَجْهُ الله وجوب ذات شد هر دم قدیم
همتی کن نفی گردان وهم امکان حدوث

ثبت شد کلمات هستی بر جرائد این جهان
شو بآب نیستی اوراقِ دیوان حدوث

ثوب تن را پاره کن تایابی از حکمت ریاش
چاک زن باوجد مستی در گریبان حدوث

ثور وشیر آمد درین عرصات نفس و روح تو
چیره کن شیر قدم خود رابه گا وان حدوث

ثمرهٔ تحقیق ز اشجار تقلّد واجو
یک گلی بی خار نبود درگلستان حدوث

ثمن انفاسی که از دُرِّثمین نازک تراند
گوہر بحرِ قدم دان نی سفالان حدوث

ثاقب است آن جلوهٔ نورِ شهادت چوں شهاب
نجمِ دل رجم ست بهر دفع شیطان حدوث

ثقلتِ میزان اعمال مقرب جذبه ایست
تانشاند آب چشم شوق میزان حدوث

ثقف ذوق محویت حاصل زبی جسمی شود
طالب از اثبات حق کن نفی ایقانِ حدوث

❁

(۲۳)

جفای عشق بکش سر متاب چون حلاج
صلای صدق بزن بی حجاب چون حلاج

جزا اگر طلبی پیشترز روزِ حشر
بر افکن از رخِ شاهد نقاب چون حلاج

جوان نشدی و جوا نمردیت نمی بینم
برون رو از خود، خود را بیاب چون حلاج

جمال مطلق را جلوه ده ورای تتق
بسوی معنی و حدت شتاب چون حلاج

جریمه عارف از طاعتِ عوام به است
بنوش از قدح هو شراب چون حلاج

جماعتی که ز پندار جسم خود رست است
در آ بحلقهٔ شان ز انقلاب چون حلاج

جلّی ذات عیان کن مکن خفی خود را
فکن تو شورش در شیخ شاب چون حلاج

جمیع فطرت آئینہ تجلی تست
ظہور ساز بہ خیزی ز خواب چون حلاج

جنون بکار برد ہوش این و آن بگذار
زبادۂ ھو شو مست و خراب چون حلاج

جلالت است ترا مایۂ تحقق وجد
بجذبہ طالب رو زین کلاب چون حلاج

❁

(۲٤)

جانباز را بہ قولِ فقیہان چہ احتیاج
ابدال را بہ فتوٰی نعمان چہ احتیاج

جوشِ جنون نپرسد تدبیر عاقبت
عشاق رابہ دانش عامان چہ احتیاج

جبرئیل را بہ مذھبِ رندانہ کارنیست
طیار را بشمع شبستان چہ احتیاج

جلاّد عشق خون یتیمانِ تو بریخت
قتّال را بہ لطفِ غریبان چہ احتیاج

جنت نورزد آن کہ وصال تو یافتہ
پروانہ را بہ روضۂ رضوان چہ احتیاج

جسم و اسم نماند بہ محویّت کمال
دلدادہ را بحفظِ دل و جان چہ احتیاج

جمشید وار برسر تختِ بقا نشین
نانِ پس ترا بہ ملک سلیمان چہ احتیاج

جامی ہوش ازمی اثباتی الست
وانکہ ترا بہوشِ حریفان چہ احتیاج

جاروب لا بہ دست کن وخانہ صاف ساز
دیگر ترا بشورش امکان چہ احتیاج

جای کہ جلوہ گاہ حقیقت ہویّت است
آنجا بہ حسن مظہر انسان چہ احتیاج

جاوید ہر کہ ماند باثباتِ لم یزل
طالب درآنجلوہ جمیلان چہ احتیاج

❁

جان که او یافت رتبهٔ معراج
شهرهٔ شهر گشته چون حلاج

جذبهٔ یار می کشد جان را
سوی مستی زهستی استخراج

جلوهٔ نور احدیت هر دم
روز تابان نماید از شب داج

جانب باغ بی نشان بگذر
برق در زن بمزرعات رواج

جستجو کن که یار را یابی
پس فکن پیش باز این دراج

جدل با نفس کن همه شب و روز
مکن انفاس در هوس تاراج

جعد مشکین ترا غزال ختن
هرمه و سال می فرستد باج

جادوی منظران یزد و یمن
می گمارند سوی سندھ خراج

جلسۂ ناز پروران جہان
بخش ساز دبہ بینوایان تاج

جامدہ حسن وصف را درجان
کین ہمہ سحر بود و استدراج

جسم بگذار بنشین بذروۂ عرش
طالبا بر زمین ممان محتاج

❁

(۲۶)

حسن تو آئینہ مہرم می نماید ہمچو صبح
زنگ غم ز آئینہ جانم می رُد آید ہمچو صبح

حیرت افزود از مشاہدۂ جمال تومرا
پرتوِ وصلت دلم را می کشاید ہمچو صبح

حائل ھستی بسوز از آتشِ دل شمع وار
پردہ از روکار افکندن نشاید ہمچو صبح

حبس جسمانی شکن ہمدوش نورِ قدس شو
تاتجلی ذات نورت را فزاید ہمچو صبح

حجرۂ ظلماتی وہم وجود افکن ز پای
تا شعاع شمع از در تو درآیدِ ہمچو صبح

حسرتِ ابدی بماند بر دل غمدیده اش
ہرکہ آثار انیّت زو بزاید ہمچو صبح

حزم دانش اندرین ره کی شود ای دل دلیل
از شب انوار شہادت بر نیاید ہمچو صبح

حدقۂ چشمان حدائق می شود زان تازه گل
چون گلش سوی تبسم می گراید ہمچو صبح

حبلِ عشقِ ذاتِ جان را درگلو افکند یار
زان سبب دل نغمہ روشن می سراید ہمچو صبح

حاضر دیدار بی رنگی شو ای مستانہ وجد
تاشبت را نور ذاتی خورده ساید ہمچو صبح

حکمتِ صاحبدلان طالب بفہم و ہو شدار
گر ترا خورشید در آغوش باید ہمچو صبح

❁

(۲۷)

حدیثِ عشق که باشد بیان او واضح
ز عاشقان شده راز نهان او واضح

حبیب کرد عیان سرِّ لی مع الله را
که لایسع ملک آمد نشان او واضح

حصول رتبهٔ وحدت چو منجلی گردید
علی بگفت سلونی مکان او واضح

حضور معنی چون یافت عارفِ بسطام
نمود اعظم شانی بشان او واضح

حدوث راچوضیای قدیم پاک بسوخت
شعاع وجد شد از دودمان او واضح

حروف هستی حلاج را چوحک کردند
ناالحق آمد گلبانگ جان او واضح

حلوّ وحدت هو کوشد چوشمس الحق
ز قم باذنی گردد فسان او واضح

حدیقهٔ حالتِ عطار چون بباری رفت
منم خدا است گل بوستان او واضح

حقیقت است نهان زیر پرده ولمعات
شد از ظهور تجلّی فشان او واضح

حکایت شرف و قصه سرمد وصوفی
بهر طرف شده از داستان او واضح

حرارتِ دل طالب مدان که بیجای ست
که جوش فکر شد از ترجمان او واضح

❁

(۲۸)

خیال روی تو ای ماه انورِ فرّخ
به نقش خانهٔ معنی است پیکر فرّخ

خجل ز روی تو هستم به ناتمامی عشق
که باید آئینه روشن به منظرِ فرّخ

خوش است عشرتِ آشفتهٔ بهار اکنون
که رست درچمن دل صنوبر فرّخ

خفی چو آبِ حیات آمده است ورنه چو او
به معدنِ دوجهان نیست گوهر فرّخ

خزان نگردد بامرمر زمان ز بهار
بهار حُسنِ تو ای گل سنبر فرّخ

خمار عشق ز روزِ الست در سرماست
که خورده ام می وحدت ز ساغرِ فرّخ

خمِ ابروی توکه او مطلع کتابِ دل است
چو بسملی بنویسم به دفتر فرّخ

خرد چو فکر منجم بکشته همچو رخت
به برج گیتی کم دیداخترّ فرّخ

خلیل و آدم و موسیٰ مکرّمند ولی
رسید برسرِ فرقِ تو افسرِ فرّخ

ختم به تست جمال و کمال زان که دگر
بدست من نفتد چون تو دلبر فرّخ

خدیم باش به درگاهِ احمدیﷺ طالب
که مثل او نتوان یافت سرورِ فرخ

(۲۹)

خرد نماند کہ اینجا دلیل شد منسوخ
دلائلِ صفتِ قال قیل شد منسوخ

خدا چو یاور اہل قریش شد فی الفور
حدیث غلبۂ اصحابِ فیل شد منسوخ

خراب کردہ می بیخودانہ زاہد را
حکایت عدن و سلسبیل شد منسوخ

خودی چو گم شد تعداد عین واحد بود
مکاتبات کثیر و قلیل شد منسوخ

خلاف نامۂ احکام دین دو ہفتاّد
بہ پیش وحدتِ ربّ جلیل شد منسوخ

خبرچہ پرسی احوال لی مع اللہ را
کہ اندرو رقم جبرئیل شد منسوخ

خلّوِ کرسی عرش است رتبۂ معراج
بہ لامکان خردِ صد خلیل شد منسوخ

خلود منصب اثبات چون مثبت شد
جرائید سفرِ هر سبیل شد منسوخ

خسارت است دلیل خودی به پیشِ خدا
که قبطیان را دفتر به نیل شد منسوخ

خطاست دانشِ اطابه نزدِ جذبهٔ عشق
که نسخهٔ طب وقتِ رحیل شد منسوخ

خطر وجودِ تو طالب چو نفی در هُوشد
رقوم هست قبیح و جمیل شد منسوخ

(۳۰)

دوش آن مه سرمست به میخانه در آمد فیاض زمان شد
یعنی بظهورات لباس بشر آمد تا جلوه کنان شد

در پردگی صورتِ انسان هو یدا است آن حسنِ منزه
هر چند که در آئینه های صور آمد در وصف نهان شد

دیوانه شد از سیر گلستان مظاهر چون بلبلِ شیدا
وز رنگ گل ولاله سمن جلوه گر آمد منظورِ جهان شد

دانستہ نہ نہفت رموزاتِ تحقق واگفت اناالحق
حلاج بنامید بداد بسر آمد چوعین عیان شد

دستار سلامت بہ پی افکندہ شد ورنہ درصورتِ صنعان
از دانش دل و دین ہمہ بیخبر آمد بدنام چنان شد

دم زد ز الوھیت در وادی ایمن باشوکت شاھی
چو شعلۂ پر شوق بفرقِ شجر آمد انوار فشان شد

دیجور ضحیٰ کردہ و از شمس التبریز شد تابش انگیز
سرپوش برافگند چوشمس حشر آمد خیزان و افتان شد

دلق از بر افکندہ بہ بازارِ ظہورات درکسوتِ مجنون
لیلیٰ شد و در [ہر] دوجہان نامور آمد معشوقۂ جان شد

درد اکہ گہی کوہ کنی پیشہ نمودہ فرہاد تمثل
گاہی چولبِ شیرین شہد وشکر آمد سرحلقہ بتان شد

داد از کرمِ خویش صلا ازلبِ عطار گفتا کہ خدایم
بی سرشدہ ونطقش حکمت اثر آمد چون نعرہ زمان شد

دامانِ دلِ خود بکف آ ورد چو صوفی وزمستی اسرار
معراج بقایافت بسرنیزہ بر آمد طالب بہ فغان شد

(۳۱)

دل کہ بہ نیروی عشق ترک ہوس ہا کند
در حرمِ جان، جان بی جسمی جا کند

دولتِ جاوید چیست؟ بی سر بودن ز عشق
کین چتر اصطفاست سربہ ثریا کند

دوزخ سوزندہ را گریۂ مستان تو
باد ونمِ وجد حال در دمی اطفا کند

دور مدان قرب یار کز جان اقرب شدہ
لیکن بیند دلی دیدۂ چون واکند

دیدۂ دل باز کن جلوۂ حکمت نگر
کین لمعاتِ قدم بر توچہ اجلا کند

دفتر اوراق شو بررہِ عشاق پو
مستی منصور جو تا ستر پیدا کند

دلق تزہد مپوش جام تصوف بنوش
تا بتوانی بکوش بوکت شیدا کند

دام گہ حادثہ است این رہ پر خار و خس
خوشدل ہر کو سرِ جانب بالا کند

دار ملامت شود رتبہٴ او ظاہراً
ہرکہ چو حلّاجِ مست راز ہو یدا کند

دعویٰ فرعون انااست این انالیک از تن است
و آنکہ زتن ایمن است نیست کہ دعویٰ کند

دورِ صفی اللہ است طالب غمگین مشو
کائینہ حالتِ یقین دان کہ مصفّا کند

❁

(۳۲)

دقائق رمز تحقیقی درین دفتر نمی گنجد
کہ موج بحرِ بی زنگی بہ دل ساغر نمی گنجد

دوانم مرکبِ فکرت بقدر وسعتِ میدان
ولی دانم تگا پویش بہ بحرو بر نمی گنجد

درین وادی ہزاران دل و دیدہ ای جان ایستاد
ہلاکین معنی مطلق بصد مظہر نمی گنجد

دما دم می نماید رخ به دیگر صورت آن شاهد
ولی آن جلوهٔ یکتا درین منظر نمی گنجد

دگر ره کی توان بودن مجال وصف گنجایش
که روح القدس ماهر نیست پیغمبر نمی گنجد

دوام این صدمهٔ شاهی نوازد کوس استغنا
که اندر بارگاهِ عشق اسکندر نمی گنجد

دوئی چون ازمیان رفته نماندشورش هستی
که در مأمن وصالِ قدس شور و شر نمی گنجد

دبیرِ فکر نتواند که سازد قصه غم مرقوم
که سوز افسانهٔ حالت بانشا در نمی گنجد

درم این پردهٔ افلاک، سوی لامکان گذرم
که مرغ روح من دراین قفس اخضر نمی گنجد

دلیل عین احدّیت چنان درگوشِ دل گفته
که نور بی نشان در جلوهٔ ظاهر نمی گنجد

دلا گرصاف می جوئی ببین روی صفی الله
که طالب راصفا و نقش در خاطر نمی گنجد

(۳۳)

دیده گر مطلع انوار کنی می زیبد
سینه گر مخزنِ اسرار کنی می زیبد

دور تست ای رشد الحق که خلیل وقتی
گرازین آتش گلزار کنی می زیبد

دارم امید که تبدیل کنی غم به فرح
خنده گل گرزلبِ خار کنی می زیبد

دل ربودی و کنون گرچه چو شیخ صنعان
بنده را بی دستار کنی می زیبد

داد ما راغم عشق تو بصحرا سر باز
کز بخون غرق چو عطار کنی می زیبد

درد سر نیست مرا گرچه تو حلاج صفت
ناگهان سربه سردار کنی می زیبد

در مساجدچو قدم رنج کنی جا خوش است
ور تو رُخ جانبِ خمار کنی می زیبد

دلق گر بر فکنی ساغر مستانه کشی
ور دل بیخود و ہشیار کنی می زیبد

دست بردست زنی گر بہ تماشا نیکوست
ور تو پیرایۂ رخسار کنی می زیبد

دامن تو بکف آوردہ ام و خواب آلودہ
گر دلم باخود بیدار کنی می زیبد

در چنین بزم کہ طالب بہ لب تشنہ رسید
امشب از ساغر سرشار کنی می زیبد

(۳۴)

دانید کہ سر جلوہ صفای ست محمّد
آئینہ رخسارِ بقائیست محمّد

دو عالمِ تصویر و نہان خانۂ معنی
گنجینہ بقای و فنائیست محمّد

دارین ز عکسِ او روشن گردید
مہ عارض و خورشید بقائیست محمّد

داروی علیلان معاصی است کلامش
باکلمۂ حق نطق سرائیست محمد

دستِ حق بردست تقاضای کریمش
نائب بہ همہ کون و نشائیست محمد

دہ چار طبق چیست بہ پیشِ قدر او
پانہ بسرِ عرش علائیست محمد

درویش بہ شاهی رسد از سایۂ لطفش
بی غایلۂ ریب همائیست محمد

دولت بودش همچو کنیزان بہ عرفان
ابر کرم بحر عطائیست محمد

دفع دوئی ست ان نظرِ وحدت آثار
تاقربِ احد راهنمائیست محمد

دانش نرسد درکنہ وصف کماهی
شائستہ صد مدہ وثنائیست محمد

دامانش ستان شکر بجا آرد تو طالب
کآخر بہ جهان نورِ خدائیست محمد

(۳۵)

ذلیل حبس جسمانی نیابد سوی جان منفذ
که نبود مرغ بی پر را بسوی آشیان منفذ

ذخائر زاد راهی کو که فردایت بکار آید
که دقتی زین جهان یا بی بسوی آن جهان منفذ

ذهاب آسا در این عالم مزن دست از ندم برسر
همای همت راه ده به سوی عرشیان منفذ

ذریات از ظهور تو قبای حسن در بر کرد
مگیر ای بی خبر از خود بسوی این و آن منفذ

ذمیم است آن که از هستی بمستی ره نمی گیرد
خوش آن جان کز جسد گیرد بسوی جان جان منفذ

ذنوب پاک بازان را فضل برطاعتِ عام است
ستان ای زلدِ دیرین بمشرب می کشان منفذ

ذهابِ وهم هستی شد قدوم رتبهٔ مستی
که جان رامی نماید نفی سوی بی نشان منفذ

ذقن هر ماده روی بین که سیب باغ فردوس است
بوی سیب یاب ای دل سوی آن بوستان منفذ

ذکرت الوصل از افرق چو یعقوب اندرین کنعان
که بخشد کا شکی عشقم سوی شه مهربان منفذ

ذلول و زار محزونم به بیراهی مجل مانده
ترقصب آن که یابد دل به بزمِ دلبران منفذ

ذوی الارشاد رشدالحق صفی الله که طالب را
نماید هر نفس لطفش بملک لامکان منفذ

❁

(۳۶)

ذوقِ درد از صد فرح می دان لذیذ
سوز این گلخن زباغستان لذیذ

ذکر وحدت، قیل و قالِ عارفان
از قدوری، کنز صد چندان لذیذ

ذات بی رنگی طلسم تن شکست
که آمد از این وصفِ حالِ آن لذیذ

ذالک المکتوب در تدریسِ عشق
باشد از تحریر ملایان لذیذ

ذوالحکم شد که امی مطلق است
معجزه است از دفتر تبیان لذیذ

ذره سابگزیده جانم مهر تو
چون که مهر تست ای جانان لذیذ
ذلتِ رندان سراپا عزتی است
نیست کوثر ازمی مستان لذیذ

ذاکرم حسن ترا ای ماه روی
زان که ذکر تو بود از جان لذیذ

ذیل رشد الحق صفی الله ستان
کامد این دامن زهر دامان لذیذ

ذمهٔ لطفش چوگیرد دستِ من
گردد درین تلخی چون شهدستان لذیذ

ذائقه وصلِ تو طالب را مدام
باشد از صد روضهٔ رضوان لذیذ

رخِ منیر در تہ نقاب مدار
شب افتاد قمر درخفیہ سحاب مدار

رقیب نیست سزاوار انسِ خلوتِ تو
تو سروری بسفیہان رہ خطاب مدار

رسوم مہرو وفا چیست؟ سرفدا کردن
تو خویش را بہ جنابش در احتساب مدار

رموز صدق شنو، آستانِ عشق ببوس
سر ارادہ دریغ از چنین جناب مدار

رمیم گشتہ بخاک استخوانِ مشتاقان
تو سایۂ خویش دریغ از ہمین تراب مدار

رسیدہ ام بہ خرابات کثرتِ عالم
نگاہِ لطفِ خود ای دوست زین خراب مدار

رمید ہر کہ ز جسم آرمید باجانان
تو دستِ جہد ز توفیق انقلاب مدار

رو رہای زین قدر لاالٰہ آمد
بدین تعلق پیوستہ انتساب مدار

ربودی ازمن مسکین دل نہفتی روی
جمال خویش خدا را دراحتجاب مدار

ریاح روضۂ وحدت رسان مرا بمشام
درین نوائر جان درچنین عذاب مدار

رشاد تست مددگار جان طالب را
خیال فدویٔ خویش ردِّ باب مدار

❁

(۳۸)

رشیدِ عالمِ گمرہ، چراغِ محفلِ اکبر
ابوبکر و عمر و عثمان علے المرتضٰی حیدر

رفیقِ خاص بی ہمتا، سراپا صدق صاحب دل
عتیق و رہبر ارواح یار غار(۱) پیغمبر

رسولش خواند صاحب خود چو قرب جان بخویشش دید
زہی صدیق فیّاض الزمان شائستہ کرو فر

رموزاتِ تحقق را عمر دانستہ و زخود رست
بعالم معرفت گردید روشن چون مہِ انور

ریاض معدلت را داد آب از ابر عرفانی
امیر المؤمنین فاروق در ملک ہُدا اشہر

رضی و راہنما راحم خلیفہ رکن دین عثمان
مام الخلق ذوالنورین بحرِ قرب راگوھر

رسیدہ منزل بیچون محیط ذات راغواض
ملیک مقتدر سرچشمۂ حلم و حیا وافر

رخِ اسلام راغازہ وصّی المصطفیٰ برحق
علی آگاہ اسداللہ بود برسروران سرور

رفیع القدر عالی شان کہ جان و جسم احمد بود
ارائک شان او ادنیٰ زوحدت برسرش افسر

رضا جو حضرت سبحان حسن گنجینۂ عرفان
حسینِ پاک شد قربان بہ میدانِ رضا بی سر

ردای مرحمت ہر دم بر اولادِ مکرم شان
رسد از لامکان طالب در اینجاتا دمِ محشر

(۱) اصل: یاروغار

(۳۹)

رتبۀ حالِ عارفان بنگر
جلوۀ حسن بی نشان بنگر

رازِ وحدت نهان زهستی تست
ترک او کن احد عیان بنگر

رائحه میرسد ز رضوانت
مرد شو روی باغبان بنگر

رخت هوشت به بحر جوش انداز
موج دریای بیکران بنگر

رفت منصور بادلِ خود گفت
اوجِ معراج عاشقان بنگر

رندشو بشکن این قفس اوہام
بال بکشا و آشیان بنگر

رب ارنی بگو کلیم صفت
برق شمشیر لن تران بنگر

ره چنین است گر تویی سالک
منصب ارواح و اصلان بنگر

راست می گویمت که در هرشان
پرتوِ ذات بیگمان بنگر

رستگاری ز خود طلب وانگاه
هم عیان و همون نهان بنگر

راجع اصلِ ذات شو طالب
برسر آسیر لامکان بنگر

(۴۰)

روچه می گردانی از عرفان نه انسانی مگر
یاکه دوراز ذوق دیدن نور عرفانی مگر

روز و شب خود می گذاری درخیال خواب و خور
بی خبر از وحدت و از جان نادانی مگر

رمز دَعِ نَفُسک نفهمیدی و بماندی مضطرب
از تخیل های نفسانی پریشانی مگر

ردِّ باب نیست کس زان بحر رحمت ہیچ گاه
تو بدین نا محرمی شاکی چو شیطانی مگر

رفت عمرت در هوا و حرص بی جاشد تمام
انتقامِ روز محشر رانمی دانی مگر

رستخیز آورد بر بالینم آهِ عندلیب
بر مزارم شاخ گلهامی بیفشانی مگر

راز های معرفت آوردهٔ در اندراج
آیتِ عشق از کتاب سینه می خوانی مگر

ربع مسکون را گذار و ملک بیچون دیده گیر
تن نهٔ تو در تمثل جان جانانی مگر

راه مستی پیش می گیری چو مجنون دانمت
کز غم لیلا چنین چاک گریبانی مگر

رفعتِ شان تو اعظم شانی آرد در بیان
بی تکلف بی تصلّف سر بسحانی مگر

رنگِ گفتار تو طالب نشّه بخشِ جان شده
جرعه نوش از ساغر میخانه رندانی مگر

(۴۱)

زمین گذار سوی آسمان بکن پرواز
ز آسمان بسوی لامکان بکن پرواز

ز عرشِ اعظم بالاست آشیانۂ تو
قفس شکن بسوی آشیان بکن پرواز

زیان است در قفس جسم مبتلا بودن
ببال شوق راقیدِ زیان بکن پرواز

زدستِ پیر مغان نوش ساغرِ وحدت
بزورنشہ سوی بی نشان بکن پرواز

زوال نیست کمال خیال اصلی را
بسوی اصل یقین از کمان بکن پرواز

زنند طبل ترا عرشیان شنو باری
گذار فرش سوی عرشیان بکن پرواز

زغن نہ ای مکن آلودہ چنگ باجیفہ
تو شاہبازی سوی شہبان بکن پرواز

زمان زمان مشو این قید طبع را محبوس
بسوی عهد ازل هر زمان بکن پرواز

زبانِ عارف از کشف راز حق عاری است
تو نیز تاسخن بی زبان بکن پرواز

زبون مباش درین دار و گیر جسمانی
بسوی مجمعِ روحانیان بکن پرواز

زمردین قفس است این فلک هلا طالب
تو بی سروپا سوی جنان بکن پرواز

❁

(۴۲)

زخود برون آ خود را بران جناب انداز
تو کشتی شب در لجّہ آفتاب انداز

زن از تسلّط این رتبہ نعرۂ منصور
صلای وحدت در کثرتِ گلِ آب انداز

زیارت است درونِ دلت کشا دیده
بہ بین تماشا از روی جان نقاب انداز

زدای ز آئینه دل تو زنگِ بارِ وجود
ز جلوهٔ رخ توحید احتجاب انداز

زده است راه تو این زہد خشک بی تحقیق
درآ به میکده خرقه در شراب انداز

زسوزِ سینهٔ محروق در متاع سکون
شمی به آهِ جگر خویش التهاب انداز

زبان به بند زگفتار جاهلانه هلا
به موج بحر جنون جسم چون حباب انداز

زیادتی مطلب با هر آنچه شد خوش باش
وگرنه خاطر خود را در اضطراب انداز

زمین زمان بگذار و به لامکان بگذر
حواس را بسر این مهد سر بخواب انداز

زمام خود بکف آور به بیخودی رُوکن
نقارهٔ مزن و سنگ بر رباب انداز

زهی کمال ثبوت است ذات را طالب
تو خویش را به می بیخودی خراب انداز

(۴۳)

زاہدا رسمِ عاشقان آموز
رمزِ توحید بی زبان آموز

زاغ صورت نہ ای مجو مردار
وصفِ گلشن زبلبلان آموز

زہد باسینہ ات صفا ندہد
عادتِ پاک طینتان آموز

زنگبارِ دوئ است ظلمتِ محض
سیرتِ خوش موّحدان آموز

زار و محزون مباش ھمت کن
ہنر ملک بی نشان آموز

زندگی دہ بعالمِ ناسوت
سیر لاھوت لامکان آموز

زاجہان ہان بنہ قدم بیرون
رفتن راہِ آنجہان آموز

زان معلم کز اینجهان امی است
علم اسرارِ جان جان آموز

زرد رو ازچه ماندهٔ برخیز
نکتهٔ علم عارفان آموز

زمرهٔ ماهران به بین ازوی
معنی لفظ بی بیان آموز

زخم خوردی ترِ چشم ولی
طالبا کسبِ ترکِ جان آموز

❁

(٤٤)

سلوک وحدت مطلق دلیل راه توبس
عروج سبع سمٰوات عزّ وجاه توبس

سبع سماچه بود پیشِ همتِ مردان
فراز مسند عرش است تکیه گاه توبس

سری بباید اینجا کسی که بی سر شد
چوسر نماند بود بی سری کلاه توبس

سرِ بیخودی آمد نشیمن رندان
که لامکان شد حصین مأمن و پناه تو بس

سرود خسته دلان ناله های درد بود
رباب محفلت این شور ناله و آه تو بس

سرائر کنه و راز های بی چونی
بود به محکمهٔ معنوی گواه تو بس

سبای صد صد جان دیده گیر همت کن
وگرنه این همه دعوی بود گناه تو بس

سبیل عارف کامل نه سیر درجات است
جبین روشن معشوق مهر و ماه تو بس

سوی الله است همه سیر راه مشتاقان
بقای بی صوری باد قبله گاه تو بس

سرور سروری آمد پیالهٔ لبریز
در آ به میکده کین خانه خانقاه تو بس

سلاسل دوئی ازهم گسل بهستی حال
چو طالبی طلب آمد کمال جاه تو بس

❁

(۴۵)

سوزِ غمِ فراق زمہجور باز پرس
جوشِ جنون از دل پرشور باز پرس

سلکِ سلوک عارج داند دل صفی
ذوق صعوق مرض زرنجور باز پرس

ساعی است ہرکسی بسوی کام خویش بس
این نکتہ از کسی کہ بود دور باز پرس

سرمد چشید جرعۂ میخانۂ معرفت
افسانہ نشہ از سرِ مخمور باز پرس

سرمست شو زساغرِ وحدت نگویمت
کین رمزِ حق ز زاھدِ مستور باز پرس

سالم نماند آن کہ بفکر فناست جفت
این عقدۂ ز ناظرِ منظور باز پرس

سیر معاد و قصۂ معراج روح قدس
از مرشدِ حقائقِ دستور باز پرس

سخت است رہ بہ وادی ایمن بپای عقل
موسیٰ شو و خبر بسرِ طور باز پرس

سالک براز وحدتِ مطلق شد آگہی
شرح ریاض عدن تو از حور باز پرس

سیّاح بحرِ ذاتِ قدم باش طالبا
احوالِ صوفی از دم طنبور باز پرس

(٤٦)

سفتہ ام سِلک گوہری کہ مپرس
کردہ ام ثبت دفتری کہ مپرس

سرفدا کردہ ایم در رہِ عشق
یافتم باز افسری کہ مپرس

سالکان دل بہر کسی ندھند
دادہ ام دل بہ دلبری کہ مپرس

سدِّ راھم نمی شود افلاک
زان کہ جان یافت رہبری کہ مپرس

سمن و گُل مراچه کار آید
یافتم گُل سنمبری که مپرس

سیر روحانیان چه می پرسی
دیده ام چند مظهری که مپرس

سرگروه دلاورانِ سلوک
جان من یافت صفدری که مپرس

ساده شد لوحِ دل ز نقشِ خیال
چون رسیدم بدان سری که مپرس

سینهٔ زخم خورده بربط گشت
ناله غم شد نواگری که مپرس

ساریِ عرش شد دلِ طالب
آن چنان گشت ماهری که مپرس

❁

(٤٧)

شوقِ دل چون می رساند روح را بالای عرش
دست و پاگم میکند در عرصهٔ پهنای عرش

شورشی انگیخت گلبانگ دمِ جان حزین
چون شنید آوازهٔ پرشو راز سر نای عرش

شاغلِ عشرت زمین کم باش ای مرد طریق
نشه چون حلاج یاب از جوشش صهبای عرش

شهرهٔ عالم تقدس شد کسی کز فرش رست
همچو مجنون کرد ناگه سرسوی صحرای عرش

شرق نور معرفت گر درضمیر روشنش
هرکه شد مستغرق اندر قلزم اجلای عرش

شست وشوی کن به بحرِ نور گرد هستیت
وانگهی زوکن بسوی جلوهٔ یکتای عرش

شاهباز آشیان لامکانی پرکشا
باز پرتا آشیانِ نور بی همتای عرش

شمس تبریز از شعاع قدس چون تنویر یافت
قم باذنی گفت چون بگذشت زاستعلای عرش

شاهدِ حجله نشین غیب رابادیده دل
بنگر ای عاشق بفوقِ مسند ما وای عرش

شربت از جامِ شہادت نوش در بزمِ الست
مست شو دست اوفشان برگنبدِ بیضای عرش

شاہ تخت بیخودی شد ہرکہ از خود دور گشت
طالب از خود واگریزی جانبِ ملجای عرش

❁

(۴۸)

شہ موسم بہار برآمد سحاب خوش
نرگس بہ بسترِ چمنی بین خواب خوش

شہلائے گشتہ لالۂ حمرا بہ بوستان
در جام خود چو دید فروغ شراب خوش

شاہد و گل و سمن کہ درون غنچہ منزوی ست
از چہرہ بر گرفت سحر گہ نقاب خوش

شاہیہ نماند چون بشگفتہ بہار عیش
ایام فرح یاب ز جودش نصاب خوش

شبدیز معرفت بدوان سوی قلب عشق
کآمد برای مردِ خدا انقلاب خوش

شکر لبان که ساغر عشرت همی کشند
دارند با حریف عتاب و خطاب خوش

شرط است در طریق تعشق کمال سوز
در بزم عیش ہای باشد کباب خوش

شورش فگند نالهٔ عاشق به بزم یار
آری بود به محفلِ شاہان رباب خوش

شاہنشہی چو عشق ندیدم به کائنات
نامد مرا نظر چو جنابش جناب خوش

شائستهٔ این کرامت اہل سما نبود
کافتاد چشم دوست به مشتِ تراب خوش

شیرین تر است تلخی غم از حلوِ عیش
طالب بدان که از لطف آمد عتاب خوش

(۷۹)

شہنشاہی که عرصاتِ جہان شد فرش میدانش
به یکدم طی فلک ساز و براق برق جو لانش

شهود لمعاتش را تجلی می کشد اینجا
وگرنہ کرسی و عرش است کمتر گوی جو گانش

شناسای معانی راشود عین الیقین حاصل
کہ محوِ نور بیرنگی ست آئینہ دل و جانش

شعاع آفتاب معرفت پنہان نمی گردد
ہزاران ذرّہ را خورشید سازد نور لمعاتش

شریکش نیست در وحدت کہ لاموجود الاھو
کہ سوزد غیر را غیرت تجرد جلوۂ جانش

شرابِ بیخودی نوشد کسی کز زہد باز آمد
بصدقِ دل قدم آرد سوی میخانہ عرفانش

شفاعت می کند دیوانگان را جرأت عشقش
کہ کم گنجد بعالم معنوی آن رفعت شانش

شفیع المذنبین ختم الرّسل سلطان سلطانان
کہ تقدیر ابد باشد مطیعِ فرِّ فرمانش

شہید الحق زعترت او حسین پاک ذات آمد
کہ تاجِ مکرمت برسر رسید از لطف یزدانش

شمائل احمد بیشک زرخ شاهی حسن اظهر
که عالم مقتبس گشت از جمال روی رخشانش

شهی جیلان زنسلِ او هویدا شد بصد شوکت
که باشد هر ولی طالب کمالِ لطف و احسانش

۞

(۵۰)

شمه گر گفتمی ز آثارش
سوختی ماسوی ز انوارش

شعله افتاد چون بخرمنِ عقل
کرد خاکستری به یکبارش

شورش انگیخته تلالو عشق
بنگر این صدمه های اسرارش

شرب وحدت اگر کشد زاهد
نه سرش ماند نه دستارش

شرک رانفی کرد وحدت هو
دیده دل محوشد به دیدارش

شام زلفِ تو همدمِ صبح است
روشنی می رسد ز رخسارش

شوخ وشنگ است یاربی پروا
می کند جنگ طرّه طرّارش

شرم باشدکه بار قیبانی
دارد الطاف وصلِ غمخوارش

شاخ سدره است گیسوی یا رم
که بود حبلِ جان هر تارش

شهد و شکّر بود سراپای
موجهای محیط گفتارش

شیخ صنعان و شبلی و سرمد
طالبا غرق شد در ابحارش

(۵۱)

صدای بیخودی دارد ربابِ محفلِ مخلص
زقید کوچ مستغنی است وصلِ منزلِ مخلص

صبوری در بلیّات است کارِ مرد راهِ حق
نگردد از خدا سوئ سویٰ الله مائل مخلص

صلای می زند منصور احوالِ اناالحق را
چویک بنی میسر شد نباشد احوال مخلص

صفای وقت ہر سالک نباشد جز فنا قطعاً
نہ غیر از نفی اثباتی نیاید بر دل مخلص

صدارت می رسد اینجاکسی را کو بود آگاہ
از آن رو و انمی ماند ز یکدم غافل مخلص

صدورِ عارفان بحر سرایر معرفت باشد
چو دوری غرق می گردد بجوید ساحل مخلص

صمدرا مسند آمد قلب پاکِ عارفِ کامل
نماند قلب بی قالب چو گم شد واصل مخلص

صنم چہ بود ثبوتِ غیر ذات بی نشان مطلق
اگر گردد بوی از یار بیچون شاغلِ مخلص

صداقت پیشہ ہر کوشد چو یوسف درچہ زندان
نویسداسم میمونش صفی کامل مخلص

صراط المستقیم عشق هرکو گرد   از خود رست
نباشد بعد زین چیزی زکثرت حائل مخلص

صنوبر قلب چون الف است بنگر حسنِ صورتِ او
نیابد از خزان آسیب ای طالب گلِ مخلص

❁

(۵۲)

صاف دل شد هرکه می نوشید از پیمانه خاص
درصفِ مستانِ حق جایافت در میخانه خاص

صابران اند آن کسان کز عشق چون پروانگان
خویش را سوزند پیشِ شمع درکاشانه خاص

صاغر است آن بوالهوس در بزمگاه معنوی
کز تغافلِ دور ماند از جلوهٔ جانانه خاص

صوفیان خونِ جگر خود خورده گُل روگشته اند
زاختفای خاکساری می شود هردانه خاص

صنعت نیروی کلکِ قدرت آن نقاش پان
تاچه رنگ آمیخت امرش درنگارستانه خاص

صورت آمد نقش دیواری فلان هشیار باش
تانمانی بے خبراز معنی مردانه خاص

صدمهٔ شاهان بی سرو پا به بینی سربسر
کر درای از درِ این محفل رندانه خاص

صد جفای یابد از حالات مخموریِ او
هرکه نوشد جرعهٔ توحید از خمخانه خاص

صرف و نحو و فقه را برهم زنی ای درس ده
گرکشی از ساغرِ رندان می مستانه خاص

صدق پیمانه را دهی برباد پیمانه کشی
گر کنی گوش این رموزی زاهد فرزانه خاص

سدره نشین گردد هر آن کو سوخت خود را مو به مو
طالب آمد شمع حسنِ دوست را پروانه خاص

(۵۳)

ضیای روی تو دیدم به خورم چه غرض
بوقتِ چاشت بصد شمع انورم چه غرض

ضلالت است رخ از ره سوی چه آوردن
چو نور ذات عیان شد به مظهرم چه غرض

ضریر گردد آن دل که وصفِ کثرت جست
جهاد اکبر دارم باصغرم چه غرض

ضعیف بودن از خلق نارسائی نیست
چو سرندارم باتاج افسرم چه غرض

ضربود به دل ازدست رفته فکر معاش
مشام گُم شد با نافه عنبرم چه غرض

ضحیٰ ست نیم شبِ عارفان منوّر دل
پس این زمان به مصابیح عنصرم چه غرض

ضمان باشد سلطان دل صفی الله
خدا گواه است که اکنون به دیگرم چه غرض

ضدّیت است به تصویر غیر سالک را
چو یافتم لب لعلش به شکرم چه غرض

ضریع طعمه شود نفس راکه حیوان است
چو جان رسد به حقیقت بآخرم چه غرض

ضرورت است درین خاکدان مقید را
چو ترک خواب نمودم به بسترم چه غرض

خنک پیاله بگاه صراحی است اینجا
بوجد مستان طالب به دفترم چه غرض

۞

(٥٤)

ضبط خیال آئینه روئ فنا است محض
عکس فنائ مطلع نور بقاست محض

ضم است بر مراد هوا نفس قول و فعل
کا نجا منافع تو ترک هو است محض

ضاله است حکمت سر اسرار معنوی
ایجاد او به گم شدن ما سواست محض

ضحل آمده است جوی جمال ظهور را
باطن به بین که بحر محیط صفاست محض

ضیق النفس خبر دهدت چون ز وسع دل
دانی که کنه انسان سر خداست محض

ضیغی تو اندرین طرب آباد هوشدار
کآخر معاد توبه سوی آنزواست محض

ضارع به بارگاه اجابت قرین شود
کآنجا محلِّ عجز مقام ژناست محض

ضدّست نورِ دانش باجلوه تام عشق
کاثبات او فنای خرد های ماست محض

ضعفِ ضمیر دور کن و باش پهلوان
بِکت برسریر عرش خطِ استواست محض

ضرغامِ عشق مست شد و خونِ خلق ریخت
طالب مروکه گام توهم درو فاست محض

۞

(۵۵)

طلّاب رنگ گشت بحسنِ عیان محیط
روحِ رموزدان است چو نورِ نهان محیط

طورِ بقای حسن تجلّی بیا به بین
کانوار اوست درصور این و آن محیط

طورِ فنای جسم بیا موز از حباب
تامحو باشی ای قطرهٔ آب اندران محیط

طنازه دلکش است ظهور جهان ولی
بایدکہ وارسی بدل آن بیکران محیط

طاسِ فلک زبام بینداز شو برون
انت اللطیف باش بهفت آسمان محیط

طیران بکن ازین قفس و رُوبا وج آر
ترکِ هو اکن و بشو ای جان بجان محیط

طیار چار راچو خلیل این زمان بکش
وازگاه شوبہ زاویۂ بی نشان محیط

طاؤس وار رقص مگر دان بہ عزّوناز
شهباز سابشو بهمان آشیان محیط

طبلِ تهی ست قال کہ خالی زمعنی است
گرچہ بود بہ مرکزِ کون و مکان محیط

طمع غنا مدار قناعت سرشت شو
چون مشر کان مشوبہ یقین و گمان محیط

طنبور وجد را بنوازی به زخمه عشق
طالب شواز صلای وی اندر همان محیط

۞

(۵۶)

طالبان را نورِ جان باید فقط
لیکن اینجا رمز دان باید فقط

طعمهٔ مردار می جوید زغن
مرغِ جان را آشیان باید فقط

طاقت گفتن نماند اکنون مرا
گفتهٔ ما جز زبان باید فقط

طاق شو و از جفت دل را پاک دار
عشق را دفع گمان باید فقط

طرفة العین است حکمِ عاشقان
بلک پیش از کن فکان باید فقط

طبع سالک چون زقید طبع رست
فارغ از سود وزیان باید فقط

طبل بی رنگی نواز از سرخوشی
کین دمت رمزِ نهان باید فقط

طهرّ ابیتی شنواز ذوالجلال
کِش طهارت انس و جان باید فقط

طاہر است آن کو زھستی دست شست
وجہ ربّک بی نشان باید فقط

طارم افلاک آور زیر پای
منزل جان لامکان باید فقط

طالبا ترکِ دو عالم باز گو
کِت یکی پیر مغان باید فقط

(۵۷)

ظلمت گزیده را زتجلّی ضیاچہ حظ
خفاّش را ز دیدن شمس الضحیٰ چہ حظ

ظاہر پسند رہ بہ تفکرّ نمی برد
ھستی پرست را ز شہودی بقاچہ حظ

ظلم است دور ماندن از حضرت وصال
چون دل رہی ندید ز نورِ سہاچہ حظ

ظہرم شکست بارِ غم ہجر دوستان
بی وعدۂ وفاز کشیدن جفاچہ حظ

ظرفِ وجود گرشکنی بحرِ ھو در وست
ورنہ زپائدارشدن ماسواچہ حظ

ظالم مشو مقال بجز نورِ دل مکن
تانیست مستیت زدریدن قباچہ حظ

ظفرت بہ بند تیغ ھم آغوش گشتہ است
بستان تختِ دل کن ملکِ ھواچہ حظ

ظن توشد یقین چو تو رفتی زخود برون
غیر از شکستِ جسم ز وصلِ صفاچہ حظ

ظلِّ ظلیل عاطفتِ تست برسرم
از ظلِّ سدرہ و سایۂ طوبٰی مراچہ حظ

ظلماتِ جسم پردہ ز لالِ شہادت است
چون پردہ برفتد ز وجودِ فناچہ حظ

ظلماتِ القلوب کم نشود ز آب طالبا
تالامکان برو کز سیرِ سماچه حظ

❁

(۵۸)

ظهورِ حسن رویت را ز بدبینان خدا حافظ
جمال مہر رویت را نبی المصطفیٰ حافظ

ظلالِ دلربای تو بہ جان آسائش بخشد
ز آفت سرو قدت را علی المرتضیٰ حافظ

ظروفِ سینهای عاشقان را پُرشکر کردی
ز تلخی ہای دہرت باد حسن المجتبیٰ حافظ

ظریفان مؤدت رابہ شمشیر غنا کشتی
زتیر آہِ عشاقت شہید کربلا حافظ

ظفر ہای تسلّط توبہ مظلومان معین شد
ز اطفا نارِ جبرت راشہ زین العبا حافظ

ظمی شیر جنگ آمد برای عاشقان چشمت
زچشتم زخمِ دورانش امام الاصفیا حافظ

ظهیرم نیست جز عشق این تو باضعف دل دائم
ترا ای یاورِ جان باد جعفر باصفا حافظ

ظهره برسرم آورد خورشید رخت امشب
ترا باد از زوالِ کاظم و موسیٰ رضا حافظ

ظلام هستی مارا همی سوزد تجلّی حسن
تقی و شه نقی باشد ز وصف اختفا حافظ

ظنون در حق من گشته رقیب ناسزا واری
بود سلطان عسکریم زظنِ ناسزا حافظ

ظنین گشتند در عالم عقول اربابِ عشق اکنون
مترس ای طالب از تهمت که شد مهدی الورا حافظ

(۵۹)

عیسی آ سارُو ببالاکن ز دنیا کن و داع
یوسفِ کنعانی از مصرِ زلیخا کن وداع

عشرتِ این یک دو روز آمد ملالِ سرحدی
مهد خاکی یاد دار از فرشِ دیباکن و داع

عیب باشد این ہنرہای تو در بازارِ قدس
والہ شو چون امی از حیل و ہنر ہا کن وداع

عاشقانہ بادہ مست از ساغرِ منصور نوش
از چنین سالوس زہد و ورع تقویٰ کن وداع

عاقلان رانیست حاصل عشرتِ دیوانگان
گر تو خواہی ذوقِ جان از عقل بیجا کن وداع

عین باش و کفر و دین را افگن اندر بحرِ عشق
بی نشان شوازرہِ فرعون و موسیٰ کن وداع

عقدۂ دل راکشا، ناخنِ فکرت نخست
وانگہی از جستجوی ہر تمنا کن وداع

عزم کن سوی شہادت گاہِ انوارِ الست
زین چنین تاریک خانہ بی تجلا کن وداع

عرش را زیرِ قدم نہ کوس سلطانی نواز
از تلّون وصفِ جسمانی خدا راکن وداع

عار نبود سنگ را برہم زدن از بہر ذات
ہمتی کن زین نگارستان زیبا کن وداع

عارجِ لاهوت باش جابه جبروتی مساز
لامکان شو طالب از پستی و بالا کن وداع

(٦٠)

عنادل می شود طوعاً بسوی دوستان راجع
چو عاشق رسته از تدبیر سوی داستان راجع

عروجِ عارفان دائم به اوجِ لامکان باشد
که هر مرغی بود زینسان به سوی آشیان راجع

عروسِ حجلهٔ تقوی رابود فرشِ زمین هودج
سوری مرکبِ مستی شود تاعرشیان راجع

عبودیت ربوبیت دو اوصافِ کمال اونید
شود هر یک به معرج خود بجز شبه و گمان راجع

عشق از جذبهٔ وجدان نگنجد درمیان عالم
مسیح در جوششِ دل شدبه چارم آسمان راجع

عبث ایامِ عمر اینجا مکن صرفِ هو ای دون
ببالِ همت مطلق بشو تا آن جهان راجع

عزیز آن باشد ای سالک که طوعاً روبرو آرد
بسمعِ اِرجِعی گردد بجانب بی نشان راجع

عدم خود راحت آباد است بهرِ ماهران دل
زشور شهای هستی شو سوی دارالامان راجع

علم افروز در میدان عشق از اختفاء باز آ
شنو اَحبَبتُ ان اعرف سوی جان شو بجان راجع

عقیده عام رامشو شهودِ ذات بین اینجا
نگردد روح نامحرم پس ازدمرگ آن چنان راجع

علّوِ رتبه مردان بین مشو قانع بدین توفیق
گریز از خویش طالب شو بسوی لامکان راجع

❁

(٦١)

غارتِ دل کرده ی وز دیده پنهانی دریغ
کاروان را ره زده رو دربیابانی دریغ

غیرتِ مردان بسو زد خانهٔ آرام را
تو مگر ناواقف از اسرارِ مردانی دریغِ

غیر تو دیگر امیری نیست در اقلیم قدس
خویش رانشناختی زار و پریشانی دریغ

غافلی از سختی نزع و عقو بتهای حشر
درد مندی و نه در تدبیر درمانی دریغ

غلبۂ سلطانِ وحدت ساعتی نادیدۂ
روز وشب درگردشِ کثرت بلب جانی دریغ

غنچۂ دل را نہ کردی وابہ تائیدی صبا
بی خبر از نزھتِ فردوس رضوانی دریغ

غاصبی! ورنہ امانت راخیانت از چہ شد
ہر نفس را میدہی برباد نادانی دریغ

غایب است از چشمِ جانت چہرۂ گلرنگِ یار
درگلستانی و بیخبر از گلستانی دریغ

غرفۂ عرش از بری مسکنت تعمیر شد
تو بفکرِ خانۂ تاریک حیرانی دریغ

غرض عاشق نیست جز سر جلوۂ ذاتِ قدیم
تو فریفتہ بر جمالِ خود ز غلمانی دریغ

غوطه خور طالب به بحرِ دل شنای راگذار
مسکن اندر کعبه داری تا مسلمانی دریغ

❁

(۶۲)

غنیمت دان تو عمرِ خود ز ذکرِ حق همان فارغ
دمی منشین ز ذوقِ دل درین کون و مکان فارغ

غرامت می کنی هردم بسرف انفاس در عالم
بحفظش کوش تاباشی زمانی از زیان فارغ

غبارِ هستی افشانی صفا دان و صفا خوانی
در آدر بزم عرفانی ز فکرِ این و آن فارغ

غذایت نور بیرنگی است فضایت پاک از تنگی ست
رموزِ بیخودی بشنو شواز جسمِ جهان فارغ

غنای چیست، دست افشانی از دو جهان باری
به تختِ احدیت بنشین زهر شبه و گمان فارغ

غشاوه نابصیرت را بسوزی ناظرِ قدرت
تجلی بی نشان بنگر، شو از نام و نشان فارغ

غراب آسا مکن تحریص در تحصیل آمالی
زحرصِ طمع باش ای دل چو روح قدسیان فارغ

غریبی کز وطن دور اوفتد یاد آورد هرگاه
چرا ماندی تو ازحب الوطن اینجا چنان فارغ

غلام هوش علوی است عقل کل بدان فترت
مباش ای کول از تعلیم رمزِ عارفان فارغ

غلط باشد هوسِ زُہد ریا و خرقهٔ سالوس
ممان گر مرد این راهی ز اُنسِ میکشان فارغ

غزل پیر ای طالب اگرچه صنعتی دارد
ولی تو دل به صانع ده شو از لطق و بیان فارغ

(۶۳)

فرّخ حریفی می رود رو از حریفان یک طرف
او می خرامد یک طرف ما زار نالان یک طرف

فردوس بودی خانه ما از مجلسش لیکن کنون
سروش خرامان یک طرف قمر درافغان یک طرف

فاضل اگر جامی کشد از دستِ رندِ بادہ نوش
دستارش افتد یک طرف تسبیح پیچان یک طرف

فارغ زقیدِ جسم و جان باشد خیال واصلان
باشد رخِ ارواح شان خلق انسان یک طرف

فہمد رموزِ معنوی ہرکو ز خود بیگانہ شد
بگذاشتہ فکرِ وحدتش پیدا و پنہان یک طرف

فوّارہ دل عنبر ہوا شد مشکبارانِ رضا
یک طوف ساقی خوش لقا، عشاقِ مستان یک طرف

فاختہ بسرو آشفتۂ بلبل ز گل در گفتۂ
نرگس چومستان خفتۂ درمہدِ بستان یک طرف

فریادِ نی درشورشی چنگ و چغانہ درفغان
مُل یک طرف گل یک طرف تن یک طرف جان یک طرف

فایدہ طلب باجوش دل، برباد دادہ جوش دل
وا کردہ ہر دم گوش دل، سرمست وجدان یک طرف

فرق است افزون از حصا، مرعاشق و معشوق را
مشتاق گریان یک طرف، محبوبِ خندان یک طرف

فوق السمٰوات از روی، بر عرش باشی مستوی
از تهمت امکان شوی، طالب بدینسان یک طرف

(٦٤)

فائیز نگشته ی زصفا در جهان ملاف
حالت منیر نیست بقالِ لسان ملاف

فرعون از مقالِ لسانی چه بهره برد
تانیست منطقِ تو بغیر از زبان ملاف

فرق است در مقالۂ حلاج و آن عدو
ها ن ای جهول فهم به وہمِ گمان ملاف

فہمت چو قاصر ست ز اسرارِ معنوی
با وہم جہل از سخنِ این و آن ملاف

فکرت بکن به خلوتِ دل شمع جان فروز
زنہار از ضیای نہان در عیان ملاف

فانی به بحرِ وحدت می باش چون حباب
واز موج های قلزمِ کہنه نہان ملاف

فرمان روای ملک ملک جز تو نیست کس
بشناس خویش را و بقول زبان ملاف

فردوس، حور، کوثر و غلمان بر ای تست
ره بُر بسوی رتبہ و از رفعِ شان ملاف

فانوس نور تجلّی وجودِ تست
پیش از نظارہ شاخ گل از بوستان ملاف

فرشِ زمین گذار، نشین برسریر عرش
ورنہ درین مکان تو از لامکان ملاف

فسق است بی تحقق تقلید طالبا
گربستہ ی بقیدِ تن ازبی نشان ملاف

❁

(٦٥)

قدیم باش و بلا تعلق بزن اناالحق بزن اناالحق
محیط بیچون چو ذاتِ مطلق بزن اناالحق بزن اناالحق

قرابت از تن کسل چون مردان بگوسلونی چو شیر مردان
گذار تن را بہ ہمّت جان بزن اناالحق بزن اناالحق

قوی تراز تو چو نیست دیگر ورای درصف چوشاهِ حیدر
لکن بمستی بنای خیبر بزن اناالحق بزن اناالحق

قمیص کم بوکہ یوسفی تو زرنگ و بوئ زمان بری شو
زبیتِ احزان کنون بدر رو بزن اناالحق بزن اناالحق

قدم برون نہ زعنصرِ خود، بتاب رخ را ز مظہر خود
بدست آور تو گوہر خود، بزن اناالحق برن اناالحق

قضا بحسبِ رضات گردد، جفای دوران وفات گردد
غبار کلّی صفات گردد، بزن اناالحق بزن اناالحق

قیود عالم ظہور بشکن، درِ لقازن درِ لقازن
بکعبہ ذاتی در آی ایمن، بزن اناالحق بزن اناالحق

قفس گذارو بہ آشیان رو بہ سوی اقلیم بی نشان رو
بہ لامکان رو، بہ لامکان رو، بزن اناالحق، بزن اناالحق

قبولِ عالم چہ شد اگر شد، جموع مردم چہ شد اگر شد
ظہور آدم چہ شد اگر شد بزن اناالحق بزن اناالحق

قدح بنوش از رحیقِ مستی شکن برورش پیالہ ھستی
چو تن شکستی ز خویش رستی بزن اناالحق بزن اناالحق

قدوم فرما به لامکانی که فوق عرش بودنشانی
نه جسم طالب بود نه جانی، بزن اناالحق بزن اناالحق

۞

(٦٦)

قید هستی بگسلد هر کو کشد صهبای عشق
زانکه دارد زور نشه ساغرِ پیمای عشق

قفل قلبی را فتوح آرد بمفتاحِ نظر
شاهِ جیلان پیر پیران گوهر دریای عشق

قافله ارواح را بامنزلِ قدسی رساند
میر محیّ الدین به یمن همّت والای عشق

قادر الوقت است قائل لاتخف بهر مرید
پای او برگردنِ هر اولیا مولای عشق

قطب اقطاب و قلندر شاهِ سیوستان که او
شد سراج الاولیاء و محفل پیر ای عشق

قرب حق یابد کسی کو کحل سازد خاکِ او
حضرتِ مخدوم شهباز و ذواستعلای عشق

قلزمِ وحدت وجودی شاه خیر الدین کریم
در جهان غوث و محقق روشن از اجلای عشق

قوّت گیرد دلِ سالک زایوان بوسیش
مشفق اشفق مدد بخشد به هر ضعفای عشق

قاسم الدرجات عالیشان شاهِ نقشبند
شد مجدّد منصبش در محفلِ یکتای عشق

قانع از کونین با ارشادِ مطلق هم عنان
حاجی الحرمین هادی حکمتِ فرمای عشق

قم باذنی منطقِ اوشه صفی الله رشید
مرشدِ کامل که طالب رادهد احیای عشق

❁

(٦٧)

کرد انسان را محبت مخزنِ اسرارِ پاک
ورنه مُشتِ گل نگشتی مطلعِ انوارِ پاک

کائنات از بهر تو آورد درصحنِ ظهور
خویش را بنگر که باشی مجمعِ اسرارِ پاک

کارهای خلق عالم را گذار و فرد باش
گر تو بتوانی بکن چون کا رحق کردار پاک

کِشت زارِ تست این ایام فرصتِ زندگی
تخم پاک افشان که تا فائز شوی ازبار پاک

کعبهٔ اصحاب معنی جز دل بیدار نیست
خود شناسی سرِّخود چون مانی از پندار پاک

کهفِ مستان تجلّی لامکان باشد دوام
واگریز از خویش تایابی رهی آن غارِ پاک

کفر او اسلام گردد در تناسخ زورد تر
هرکه دارد خلوتِ دل از خیال اغیار پاک

کنز، کافیه و قدوری ذوق روحانی نداشت
کز طلب داری تحقق زین و آن دل دار پاک

کلمهٔ توحید کو منصور وار از موج عشق
تاکنی معراج برسرِ دار چون سردار پاک

کاخِ افلاکی ندارد رنگِ معمار قدیم
لامکان روبی نشان شو از سرو دستار پاک

کج روی آسمان بنگر رو از دامش برون
عرش را زیرِ قدم کن طالبِ دیدار پاک

❁

(۶۸)

کفیلِ امرِ ضعیفان توئی به محضرِ پاک
که برسرِ تو رسیده است افسرِ لولاک

کرامت است همه خاک کوی تو مارا
که التسام ویم می دہد نجات ز خاک

کثیر منّت دانم که بندهٔ تو شدم
بیا بیا که بصد جان و دل شویم فداک

کلیم چون ز جمال تو نور روشن دید
فروخت شمع دلِ خود زجلوه آن ادراک

کدورت آئینه سینه را ز دور به لطف
تجلّی توکه سربرکشد زهفت افلاک

کلام پاک تو یحیی القلوب از حکمت
شعاعِ نورِ جبینت بسوخت آنچه سواک

کفانی الله مستغنیم زهر دوجهان
که غیر او همه گمراه است منهج باک

کمال حضرت رشد الحق صفی الله
چو دستگیر شود سربرون کنم زمغاک

کریم داد که مونس جناب ارشاد است
زدیم دست ارادت عیانش در فتراک

کتاب وحدت رابکل و کمال عروج
حضورِ حاجی الحرمین عارفِ چالاک

کباب شد دل طالب به منزلی نرسید
دلیل سوی خودش تو پیشتر زهلاک

(٦٩)

لازم دنیا نه ای عقبیٰ مهل
بادشاهی اطلس و دیبا مهل

لاشه ات راتانگر دو خاک مهد
از دو دست این ساغرِ صهبا مهل

لمعہ ہای معنوی تا ننگری
دیدنِ ہر صورتِ زیبا مہل

لاف کم زن دم فروکش ای فلان
دامنِ دل تامِ اخریٰ مہل

لجّہٴ توحید را مستغرقی
لذّتِ گم گشتن خود را مہل

لاجوردی گنبد است این آسمان
بگذر ازوی منصب عظمیٰ مہل

لب بہ بند و چشم دل را بکشا
آرزو این نعمت کبرا مہل

لحظہٴ غافل مباش از ذوقِ وصل
ذوقِ وصلِ آن بُتِ رعنا مہل

لعبتِ دنیای دون را وا گذار
شوقِ عرفان مہوشِ یکتا مہل

لعل شہباز است قطب العارفین
دامنِ آن شاہ بی پروا مہل

لوثِ تن در قلزم وحدت بشو
طالب استغراق این دریا مہل

(۷۰)

لوث پندار از دلت زایل نشد با قیل و قال
رتبۂ صاحبدلان حاصل نشد با قیل و قال

لابۂ چندان مکن رمزِ قبا را یاد گیر
کس بہ ذوق بیخودی واصل نشد با قیل و قال

لبس درویشی نمی بخشد صفای باطنت
خوب میدانی کہ کس کامل نشد با قیل و قال

لطفِ مخفی دوست بین و لب بی گفتن کم کشا
ہیچ کس منظورِ صاحبِ دل نشد با قیل و قال

لاف شیخی را رہا کن دامنِ مردان بگیر
غنچۂ بستان باطن گل نشد با قیل و قال

لہو و لعب است این حکایت ہا بجز فیضِ عمل
مبتدی غیر از تعب فاضل نشد با قیل و قال

لازمِ ہر تنگ ظرف آمد مقالِ چند مفت
ورنہ عارف از صفا مائل نشد با قَیل و قال

لجّۂ توحید عرفان رشود مستغرق او
ہرکہ زاستغراقِ دل شاغل نشد با قیل وقال

لاَالہٰ آئینہ ساز و روی الااللہ بہ بین
کین چنین مرأت راصیقل نشد با قیل وقال

لخت کردن بایدت باخنجرِ لانفس را
کین چنین بزغالۂ لبسمل نشد با قیل وقال

لب فروبستن ز گفتارِ تصوف بہتر است
طالب این مشکل مشقل حل نشد با قیل و قال

(۷۱)

لباس فقرچہ می پوشی ای خراب خجل
کہ هستی از رخِ مردان بجملہ باب خجل

لئیم نفسِ تو در گرھی فگند ترا
کہ ماندہ ای بہ ہوایش در اضطراب خجل

لبالب است بہ عصیان پیالۂ عمرت
مگر توانی در محفلِ حساب مخجل

لجام اشہبِ فکرت بدستِ ہمت گیر
کہ تا نگر دی ہنگامِ انقلاب مخجل

لقای شاہدِ معنی حصول کن باری
وگرنہ باشی از جلوہ آن خطاب مخجل

لطیف باش کثافت گذار چون مردان
مباش ای دلِ مسکین ز فتح باب مخجل

لدن رموز حقایق بود نہ بحث کثیر
شود بہ مدرسہ او عالم الکتاب مخجل

لعب مساز بہ بیہودہ در تحقق کوش
کہ تا نمانی در محضرِ عتاب مخجل

لقب بہ انسان کر دند مرترا از اصل
مکرّمی تو مشو از چنان جناب مخجل

لزوم شد بہ تو عرفان سرِّ انسانی
مشو مشو ز رُخِ شاہ مستطاب مخجل

لوای حال برفراز طالب از مستی
ممان ممان به سرا پرده این حجاب خجل

۞

(۷۴)

مجا فی الوجد فی ذات القدیم
فیفنی ماسوالله الکریم

معانی المخفی یظهر من العشق
اذا جلّی علیٰ قلب السلیم

مقام العارفین خیر المقامات
فطوبیٰ ثم طوبیٰ للمقیم

مضیٰ الایام تسکن فی الطّبایع
فاین الفرح فی نار الجحیم

معاش النفس کان السجن للروح
کضیق البیت للمرء الجسیم

معاد الروح بسط یقبض النفس
کقبض البق من بسط النسیم

مرام العشق من ھٰذین یفرغ
ففیہا لایسع شِمَّ الشمیم

محاضرۃ الصفا اذ یثبت الکل
فصار الجزء کالشئ العدیم

مشاھدۃ البقا ینفی المثبت
فیبقی ہاھنا وجہ الکریم

مکانک ینتہیٰ فی لامکان
اذا اتّصعد عن العرش العظیم

مجازک اذ یُبدّل بالحقیقہ
تقول الفرد من فکر الفہیم

مُعاینۃ الحقیقۃ اِذ یتجلّی
فیُصبح غیر ہا مثل الصریم

مصاحبت المحقق صیقل القلب
کصحب الخضر للموسیٰ الکلیم

مقاربتہ المقلّد یکتم النور
کقرب الغیم للشّمس التمیم

مقابعتہ التعشق افتخارٌ
لانّ الکُرہ یدخل فی النعیم

مدیح الوصف لایقدر علی الذات
فلایوِ جد سخاءِ فی اللئیم

مقول الوجد یفنٰی عن لسان
یزول اعلم فی ذات العلیم

متیٰ ماکان اثبات الشہادۃ
فیخفی فی الحکم وصف الحکیم

مجلّی الصّنع فی الصورۃ بنور
و معناہ ینزّہ عن وھیم

مدار القُرب یرفع با النوائب
عروج الاصفیا دفع الرجیم

مصابیح الصّور یطفی من الشّمس
فغرق اللّعن فی بحرالرّحیم

منعتی العقل لکن مجذب العشق
فانّی طالب الوصل القدیم

❀

(۷۳)

معنی یکتارا چو دانی من توئ و تومنم
تن گذار ای یارجانی من توئ و تومنم

ملک ملکوت از برای تست آئینہ ظہور
ورنہ بی شبہ عیانی من توئ و تومنم

محفلی پیر استی جرعہ کش جامِ بلا
ہم عیان وہم نہانی من توئ و تومنم

محتسب گہ می شی گہ می کشی پیمانۂ
بی نشان و بازشانی من توئ و تومنم

مستی منصور واری خرقۂ تقویٰ مپوش
لاشریک وغیر ثانی من توئ و تومنم

مقبلی برمسندِ شرعت نشیمن می سزد
ہم تو عشق و امتحانی من توئ و تومنم

معبدِ کفار را تو مسجدِ اسلام ساز
گرد ہستی گر فشانی من توئ و تومنم

منصبِ تو در مدارج می نگنجدا ی محیط
زان کہ تو ہر دوجہانی من توئ و تومنم

مرشدِ کامل شوی از بہر رشدِ خوشتن
ہم مریدِ خود بمانی من توئ و تومنم

من توئ و تومنم لیکن برون از ما وتو
چون شود دفعِ گمانی من توئ و تومنم

مرد شو خود را گذار ای طالب از بہرِ خدا
چون تو باشی لامکانی من توئ و تومنم

(۷۴)

من آن شاہم کہ مستغنی ز ملکِ جسم و جان بودم
بہ تخت بیخودی فارغ زفکرِ این و آن بودم

مدارج سیرِ عرفانی مقامِ خاص مابودہ
بہ منصب عالیہ قدسی جلیس بی نشان بودم

مدام از ساغرِ وحدت کشیدستم بادہ ذوق
کہ از کون و مکان شاغل بہ بزم لامکان بودم

مقیمِ خانۂ اصلی سرافراز از کمالِ ذات
تجلّی بخش شمعِ جان بجز شبہ و گمان بودم

مرا دم نیست در دنیا و عقبی ہیچ ای سالک
کہ من مستغرقِ دریای ذاتِ جانِ جان بودم

مظاہر ماچہ می پرسی کہ برشکل آدم و حوّا
ظہور آور دہ روزِ چند درباغِ جنان بودم

معاینہ کردہ ام ارواحِ ماکان یکون ہمہ را
کہ مطلع لمّعاتِ ہر تجلّی آن زمان بودم

مداخل ذات ماہر گز نیاید در حصا قطعاً
کہ بی تعداد در کثرت بہ مظہر انس و جان بودم

ملالتہا کشید ستم ز دست خویش چون منصور
چو شمس الحق بجز سرپوش چوں قلزم بیان بودم

معاشِ من ظہور آمد بہ ہر رنگ این زمان پیدا
سخن می گویم اما پیش زین من بی زبان بودم

معادِ جاودانی من معارج عالمِ قدس است
کہ من طالب خود و مطلوب خود ہم جاودان بودم

❁

(۷۵)

نعرهٔ انّی اناالحق می زند یارم نه من
کوسِ شاهی گاه بی گر می زند یارم نه من

نیّتِ من نیست جز کسبِ فنا آموختن
واین صلایَ بی تلوسه میزند یارم نه من

نیستی آئینه دارِ هستی پائنده است
طبل وحدت چون شهنشه میزند یارم نه من

ناوکِ دل دوز خوردم از کمانِ ابرویش
صد خدنگِ عشق بی ره میزند یارم نه من

نغمه های قم باذنی صوتِ سبحانی مدام
از برای خلق گمره میزند یارم نه من

ناز او را چون کمال حسن گشته مقفق
پشتِ پا بر عزت وجهَ میزند یا رم نه من

نائره چون برفروزد از شرارِ برقِ حُسن
شعله در هرهفت بنگه میزند یا رم نه من

نازک است و لیکن از تلوین کثرت در ظهور
برق انوارِ تنزه میزند یارم نه من

نیم شب از جلوه ها یکتای رخسارِ منیر
آتش اندر خانه هژده میزند یارم نه من

نکته پر دازی نماید هر نفس با خاص و عام
تیغِ وحدت در تشبّه میزند یارم نه من

نقدِ هوش و مایهٔ تسکین ز طالب می برد
راه دین و دل بجمله میزند یارم نه من

(۷۶)

نقاب بر رُخ ای رشکِ آفتاب مکن
بآتش غم دلِ عاشقان کباب مکن

نیازِ ماںگر ای نازنینِ کرشمه سنج
به غمزه خانهٔ دلدادگان خراب مکن

نموءِ حُسنِ تو بادا ولی بشکرِ کمال
ز عاشقان نظر باز احتجاب مکن

نظامِ جود توطی کرد نامہ حاتم را
پیالہ را نفسی خالی از شراب مکن

نهان مدار زعین الیقین تلا لو جان
محیط قدرتِ محجوب درحجاب مکن

ندارد این دلِ سرگشتہ جز تو آرامی
ترحّم کن تزئید اضطراب مکن

نزولِ آیۂ قدسی بخاطرِ صاف است
تو از مطالع دل روی در کتاب مکن

نظارہ می طلبید دیدۂ تجلّی جو
قدم بنور کہ خورشید درسحاب مکن

نہ بنی ای نظرِ رشک جلوۂ تحقیق
نظر بچشمِ حقارت بدین تراب مکن

نگاہِ روشن صاحب دلان دہد نورت
تو اعتراض ز اتباع این جناب مکن

نصیب تو بتو آخر رسد مشو غمگین
زجهد کوشش ای طالب اجتناب مکن

١

(۷۷)

نو بہار آمد ہمی خندد چمن
از رخِ شادی گل وسرو سمن

نزھتِ چندان گرفت از وی جہان
می نگنجد یوسف اندر پیرہن

ناز نینان مست از صہبای حُسن
محفلی آراستہ باوجہ حسن

نکہتِ عنبر فشان بادِ سحر
نافہا آورد از مشکِ ختن

نقش لعلِ گُلِ رُخان شیرین مقال
می کند مستغنی از لعلِ یمن

نافہ سا زلفِ معنبر مہوشان
عطر ریزی می کند در انجمن

نالہای بلبلانِ بذلہ گو
مردہ را بخشد تحرک در کفن

نشۂ صہبای مستانِ شہود
برق زد در خرمنِ پندار تن

نغمهٔ مطرب طربگاه الست
برگسته تار ایجاد فتن

نرد وحدت باختن جانبازی است
مات سازد مات نرد ما ومن

نکتهٔ دانش فرامش کن هلا
یادگیر ای طالب اسرارِ لدن

❁

(۷۸)

نسیه تن گیر جان بیار رسان
بلبلی خود دران بهار رسان

نعرهٔ عاشقان به ساز بلند
پس چو منصور سر بدار رسان

نشّه جو از شرابِ مستی عشق
سرّ وحدت در اشتهار رسان

ناقصانِ طریق را باری
زین رموزاتِ اضطرار رسان

نظمِ توحید رامثبت شو
بی نشان را بصد نگار رسان

نقد بردست منتظر تا کی
یارب آن بادہ خوشگوار رسان

نہ نبیذی مگر شرابِ شہود
روشن و خالی از خمار رسان

نیست قدرت بوصلِ یا رمرا
بہ کرمِ خود دران دیار رسان

ناوک انداز شاہد طنّاز
در چنین عین انتظار رسان

ناز نینان بہ باغ جلوہ گراند
ساقی و بادہ مشکبار رسان

نرم نرمک درین شہادت گاہ
جلوۂ حُسنِ تابدار رسان
نامور شاہ مرشدِ طالب
زود ترغوشِ غمگسار رسان

(۷۹)

وداع کن زجسم و جان کہ لاموجود الّا ھو
بشوی دست از امکان کہ لاموجود الّا ھو

وساطت وہم راسوزی چو شمع وحدت افروزی
فنای جسم آموزی کہ لاموجود الاھو

وصولِ معرفت یابی نہ رخ از نورِ دل تابی
بہ پای شوق بشتابی کہ لامو جود الاّھو

وفای نیست عالم رابقای نیست آدم را
تو بنگر ذاتِ اعظم راکہ لاموجود الاّھو

وثاقِ تن شود فانی، نمیرد ذوقِ روحانی
بماند سرِّ انسانی کہ لاموجود الاّھو

وبال ست این سعادت ہا، گذار این جملہ عادت ہا
گذار از قید کثرت ہاکہ لاموجود الاّھو

ولی اشناس باش ای دل کہ تامشکل توگردد حل
بیمن مرشدِ کامل کہ لاموجود الاھو

وصیِ المصطفیٰ حیدر امیر المؤمنین صفدر
تو باعین الیقین بنگر کہ لاموجود الاّھو

وضوی فقر گرسازی دل از ہر خبث پردازی
بوحدت ساز دمسازی کہ لاموجود الاّھو

وجود ماسویٰ اللہ رابہ تیغ نفی گردان لا
بہ بین پس رتبۂ الاّ کہ لاموجود الاّھو

وقوفِ نیست از وحدت کہ ھستی طالب کثرت
شکن این قید باھمت کہ لاموجود الاّ ھو

❁

(۸۰)

وجدانِ ذوق از دلِ بیگانہ وا مجو
امن و امانِ کعبہ زبت خانہ وا مجو

وا کی شود بیاری افسانہ غنچہ دل
بشگفتن این بہار ز افسانہ وا مجو

واقف ہر آن کہ نیست ز رمزِ مقربان
دیوانہ است عقل ز دیوانہ وا مجو

واجب بود ز عارف پرسیدن طریقت
رمزِ لدن زمردم فرزانہ وا مجو

وادی تاسف است ظہورات این جہان
تو نور شمع از ہر کاشانہ وا مجو

والہ شد آن کہ دید تجلی شہود ذات
اخبار سوز و ساز زپروانہ وا مجو

وجد و سماع حالت دارد بہ میکشی
این ذوق را جز از سر مستانہ وا مجو

وحدت عیان چو گردد کثرت نہان شود
توضیع جان جزاز رخ جانانہ وامجو

وقت است گرز خود رہی ای عاشق صفا
زین بعد جرّعہ صاف زپیمانہ وامجو

وصلِ تحقق است کشیدن رحیق وجد
داروی دل جز از در میخانہ وامجو

وصفِ عروج عرش زطالب بقای پرس
این حرف جز زہمت مردانہ وامجو

❀

(۸۱)

وقوفِ تصوف زصوفی شنو
طلب گار علامہ دوران مشو

وظائف فنارا بہر صبح و شام
بغیر از تکلف لسانی بگو

وجوہ کمال از لطیفان بہ پرس
ممان در جہالت چو عامان کرو

وقار آدمیت نگهدار هان
چو حیوان پی قوت چندان مدو

وجودِ فنارا فنا کن هلا
تو در اوادیِ نا امیدی مپو

وقوع تجلّی است اثباتِ حق
تو در عقب ظلمات هستی مرو

وبالِ تو این وهم فکرت شود
به هفت آب گردِ غبارت بشو

ودیعت الٰهی است انفاس عمر
تو محکم نه ای، ای مقلّد برو

ورقهای دانش بسوزد بفهم
که علم است یک نقطه ای راه رو

ولی می شناسد ولی رابه نور
مشامی نداری سمن رامبو

وزارت نباشد چو القاب فقر
اگر طالبی غیر حق را مجو

(۸۲)

وقت است از خود شو بری لالا مگو الاّ بجو
خواهی کہ یابی سروری لالا مگو الاّ بجو

وجہ البقا منظور کن حرص وہوا را دور کن
دل را لقا دستور کن لالا مگو الا بجو

واحد وجودِ حق بدان آن ذات را مطلق بدان
ہم حق بدان ہم حق بخوان لا لا مگو الاّ بجو

وصفِ نہان رابندہ شو دربندگی پائندہ شو
از عُجب خود شرمندہ شو لالا مگو الاّ بجو

وصفِ یقین راکن طلب باصد عناءَ صد تعب
طلاّب حق شو روز و شب لالا مگو الاّ بجو

وا ساز بابِ معنوی تا ماہر معنی شوی
واز جسم و جان بیرون روی لالا بگو الاّ بجو

وجدان عرفان را بہ بین زُوَدفع امکان را بہ بین
ہم جانِ جانان را بہ بین لالا مگو الاّ بجو

وعظِ معارف واشنو، گم گشتۂ خود را بجو
و از ہر تعلق دستشو لالا مگو الاّ بجو

والہ پریشان ماندۂ سرگشتہ حیران ماندۂ
جاہل ز عرفان ماندۂ لالا مگو الاّ بجو

والی توئی در عالمی برریش دل نہِ مرہمی
کوشش کن و شو محرمی لالا مگو الاّ بجو

وارث علومِ احمدی، طالب لقائی سرمدی
مشہود نورِ ایزدی لالا مگو الاّ بجو

(۸۳)

ہادی مہدی مرشد راہ رشد الحق صفی اللہ
سرّ الٰہی شاہنشاہ رشد الحق صفی اللہ

ہیکل روحانی رویش دافع ظلماتی بویش
مجمع روحانی کویش رشد الحق صفی اللہ

ھستی او ایجاد زمان، مستی او ارشاد جہان
صحبت او امداد عیان رشد الحق صفی اللہ

ھفت فلک درفرمانش کرسی و عرش ثنا خوانش
طور تجلی ایوانش رشد الحق صفی اللہ

ہالۂ کثرت را ماہی کشور وحدت را شاہی
رمز ازل را آگاہی رشد الحق صفی اللہ

هرکه بیامد بر درِ او، دید فروغ ز پیکرِ او
روشن گشته ز محور او رشد الحق صفی الله

همدم او حاجی الحرمین، مفتخر آمد در کونین
ادنی یافته درقوسین رشد الحق صفی الله

هم نفس آن شاه ولی یارِ غار خفی و جلی
داد کریم اورا ازلی رشد الحق صفی الله

هر دل را ست تکرم او، مفلس راست تنعم زو
خار را است تکلّم زو رشد الحق صفی الله

هند و عرب محکوم وی اند اہل عجم موسوم وی اند
ترکی و تازی قوم وی اندر رشد الحق صفی الله

هدیهٔ او تسلیم درود طالب باز فرست توزود
تات نجات دهد ز وجود رشد الحق صفی الله

❁

(۸٤)

هزاران بار از پیدا نهان به
که هست از روی روشن نور جان به

هجوم خلق را بگذار روپوش
که هست از سیرِ گُنج بی نشان به

هلا بگذر ز قید ششدر ای دوست
که تایابی جهان زین جهان به

هر آن کوشد بری از جسم دانست
که باشد لامکان از صد مکان به

هزیمت کن ز افواجِ تعلق
که باشد بیکسی از امتحان به

همین است و همان به در دو عالم
و لیکن ترک ذوقِ این و آن به

هدایت پیشه باش و ترک تن گو
که باشد وصلش از هر دو جهان به

همیشه نیست زندگی تو اینجا
بکوش ای دل که عیش جاودان به

هدی للمتقین عشقِ حقیقی است
که باشد عشقش از حور و جنان به

همه عکس رخ آن مهر تابان است
ولی از جمله آن نورِ عیان به

هوا برهم زن و طالب خدا باش
که باشد قربش از قربِ جهان به

(۸۵)

همدم صورتِ انسان شده ی یعنی چه
معتکف خلوت امکان شده ی یعنی چه

همت انس تو مجموع کند دلهارا
در جسدهای پریشان شده ی یعنی چه

هر دو عالم ز جمالِ تو هو یدا گردید
وه کزین هر دو تو پنهان شده ی یعنی چه

هیئت عالم انوار مشبه ز توشد
تو در اجسام نمایان شده ی یعنی چه

هیبتِ عزّ و غنای تو دل من خون کرد
در تناسخ صور افتان شده یعنی چه

های و هوی ست در این عالم کز گلبنِ حُسن
بی حجابانه گل افشان شده ی یعنی چه

هُو هو الله ز هر مظهر رخساره نمود
تو عبث سر به گریبان شده ی یعنی چه

هرکه از خود بشد و زود بدان قرب رسید
تو درین هستی حیران شده ی یعنی چه

هستی تو که محیط است به عرش و کرسی
ماهر جسم و دل و جان شده ی یعنی چه

هادی جز تو دگر نیست بر ای عشاق
از همه دامن چینان شده ی یعنی چه

هیکل داری و از وصف تشبه پاکی
طالبِ سیر گلستان شده ی یعنی چه

(۸٦)

همیشه باد کمالت باوجِ عزّت وجاه
به کمترین علامان خود بساز نگاه

هلالِ عید ترا ساجد آمده است دوتا
زمهر جلوه رخت گشته مستفید چوماه

هدایت دوجهان بود چون بمقدم تو
رسید برسرت از لطف کبریای کلاه

هزار جانِ فدا ای تو ای رشیدِ زمان
که یافتم ز نورِ صفات روشن راه

هجوم عالمِ ارواح بر درت چندان است
که فکر عام نگردد ز کُنه او آگاه

هر آن که خاک جنابِ کمال تو بوسد
رسد به مسند درجات عالیه ناگاه

همان دمی که ببوسیده ایم خاکِ درت
کشید همت جان را بسوی منزل گاه

همام عالمی و رهبر طلب گاران
بغیر اُنس تو بودن درین وجود گناه

همه توئی به تلون صفات هر موجود
فگنده ی طرح معنوی بهر بنگاه

هیون کاهل را تازیانہ صحبت تست
کہ نیست چون تو دگر کس بملک رشدت شاہ

ہو ای برھم خواھی زدن بہ گوشۂ چشم
نگربہ طالب یا حضرت صفی اللہ

❁

(۸۷)

یار نحوی بہ ہوا تابہ کی
بیخبر از نورِ لقا تابہ کی

یزد نشینی وز خوبان وی
گوشہ گزینی بسرا تابہ کی

یاس چہ داری بسوی عرش رو
در فکرِ تحت و ثرا تابہ کی

یافتۂ از رہ وحدت سراغ
رو برہ آور کہ دغا تابہ کی

یکدم در بحربقا غوطہ خور
دُر بکف آور کہ شنا تابہ کی

یا وری پیر طریقت بہ بین
سرکشی از مرد صفا تابہ کی

یخ صفت افسرده مشو گرم باش
بارِ غناکش که غنا تابہ کی

یاد بیاور ز رموزِ الست
پشت خم از بار بلا تابہ کی

یا برو از خویش برون چون رجال
ورنہ چنین لافِ وفا تابہ کی

یمن تصرف رشد الحق نگر
کاہلی از راہ ہدا تابہ کی

یک جہتی خواہ اگر طالب
ای دل دوری خدا تابہ کی

(۸۸)

یکبار شود سینۂ تو گلزار تجلی
گر وا رسد از جان تبو یک بار تجلّی

ینبوع دو چشمان تو گردد گذرِ نور
چون رہ کند از جویٔ تو ابحار تجلّی

یاد است ترا قصۂ روشن دلِ حلاج
کو داشت دلی مطلع انوار تجلّی

یاجوج حوادث نکشد سر به سلامت
گر سدّ کنی سینه ز اسرار تجلّی

یاور شودت جلوهٔ لمعاتِ حقایق
وقتی که شوی مجمعِ آثار تجلی

یونس صفت درشکم حوت ظلامی
وانال که تابد بتوز استار تجلّی

یوسف بسو از چاه طبع زود بدر آئی
کن تخت گه خویش در امصار تجلی

یعقوب چو بر چشم نهد پیرهن از شوق
کامل شودش نور بدیدار تجلی

ید موسیٰ روشن شود از شعشعهٔ نور
چون بنگرد آن شعلهٔ اطوار تجلی

یاقوت نشد سنگ به انکارِ مقلّد
پنہان نتوان ماند سرو کار تجلی

یارب به سوی خویش بکش خاطرِ طالب
تا وا رسد این روح به مضمار تجلی

(۸۹)

یافتم چون نشۀ وصل از شراب بیخودی
می کشم هر لحظه جام از بادۀ نابِ بیخودی

یارِ من درجلوه آمد من شدم گم درمیان
دافعِ ظلم وجود است آفتابِ بیخودی

یکدم از خود دور شو تا قربِ حق حاصل کنی
کانهدام هستی آمد فتح بابِ بیخودی

یا میاور برزبان سرِّ رموزِ معنوی
یا رسان خود را در ایوانِ جناب بیخودی

یاس تست این بند پندارِ وجود وهم ناک
ورنه غیراز هستی تو کو نقاب بیخودی

یاری از پیر طریقت کن طلب مردانه شو
تاشود با همتش رفع حجاب بیخودی

یاد آور نغمۀ اسرارِ میثاقِ ازل
بشنو ای خوش خفته گلبانگ ربابِ بیخودی

یقظ پنداری گذار و نوم بی جسمی طلب
بهتراز بیداری هستی است خواب بیخودی

یَسْمَعُ ویُبْصِرُنی آمد بهر حالِ عارفان
زن بروی روحِ رشحات از کلاب بیخودی

ینظر الانوار من یرجع الی شمس الهدیٰ
بارش نورِ بقا دارد سحاب بیخودی

یحرق الاشیاء یبقی وجهه پاک و منیر
طالب اثباتی گرفت آن نور نابِ بیخودی

(۹۰)

یارب بفرست آن بت مه چهره و گلفامی
تا یک دو دم آسایم از گردشِ ایامی

یاد آیدم آن وقتی کز دستِ بت و ساقی
در محفل یکتایی آمد بکفم جامی

یکتای آن محفل چون سوخت دوی مارا
ز مجلس این عالم گشته هم ناکامی

یارم چوشود ساقی در بزم گه معنی
مخمور بود هرکس گر پخته و گر خامی

یزدان چو غفور آمد رندان قدح نوشند
نامید نخواهم شد ای مرد نکو نامی

یا بس نتوان ماند خار از ابرِ رحمت
عجمی نبود گرزو تشریف برد عامی

یوسف چوز کنعان شد در مصر علوّی یافت
آغازِ محن دارد تفریح سر انجامی

یاقوت لب و گوہر دندانِ صنم دلکش
بِکش میر سد از ایزد در ہر نفس الہامی

یاور بدل وجان شد در نظم ہمین دفتر
تازود رسانیدش برختم بانعامی

یالیت کہ این نامہ سلطان صفی اللہ
بیندبہ نظر یکرہ زو دم کشد از دامی

یُمنِ قلبِ طالب در فقرہٗ تارتخش
"مضمون رموزِ کُن" نبوشت باتمامی

۱۲۵۹ھ

ای بارِ خدایا بخشای وبرروی اقتراح طالبان فتح باب حقائق ابواب
مکالمہ ومحاضرہ ومشاہدہ بکشای وبحرمت اھد ناالصراط المستقیم گم شدگانِ

بادیه ضلالت و حیرت زدگانِ وادی غوایت را طریقه استقامت ابدی و سبیل استعانت سرمدی بنمائی و زنگارِ افکار نفسانی و کدورات پندارِ جسمانی را به صیقل محبت جاودانی و تصفیهٔ مودت بی نشان از مرأت قلوب مقتبسان انوارِ لامکانی و بسنجنجل صدور مستفیضان اسرارِ عرفانی بزدائی۔

اللهم ارزقني ثبوت الحال وسكوت المقال بحرمة النبيّ صاحب الكمال و اهل بية سفينة النجاة و اصحابه ذو البركاة. آمين.

تمام شد نسخهٔ سلوک الطالبین

از دستِ خادمِ طالبان صمد فقیر پیر محمد بتاریخ ۲۱ جمادی الثانی سنه ۱۲۸۰ھ

راقم الحروف خاکپای اہل اللہ خضر نوشاہی ابن سید عبدالکریم عباسی نوشاہی مساکن ساہن پال شریف ضلع منڈی بہاء الدین، پنجاب، پاکستان بروز جمعۃ المبارک به تاریخ پنجم جمادی الاولیٰ سنه ۱۴۲۷ھ به مطابق دوم جون سنه ۲۰۰۶ع بمقام پیر جو گوٹھ ضلع خیرپور میرس بر درگاه پیر سائیں محمد راشد روضه دھنی رحمۃ اللہ علیه صورتِ اتمام یافت الحمد للہ رب العالمین ـ ـ ـ



زیرِ مطالعہ کتاب، ''دیوان سلوک الطالبین''، حضرت فقیر قادر بخش بیدل کی ایک اعلیٰ ترین شعری تخلیق ہے، جسے حضرت بیدلؒ نے سن ۱۲۵۹ ہجری میں تصنیف کیا، جو پہلی مرتبہ مکمل طور پر منظرِ عام پر لائی گئی ہے دیوان سلوک الطالبین کو ہمارے ملک کے بہت بڑے محقق اور عالمِ ڈاکٹر خضر نوشاہی نے مرتّب کیا ہے، جس میں ان کا سیر حاصل مقدمہ بھی شامل ہے۔

ڈاکٹر خضر نوشاہی کا مکمل نام سید خضر حیات نوشاہی، اور آپ کے والد گرامی کا نام سید عبدالکریم عباسی نوشاہی ہے۔ آپ کی ولادت تاریخ ۸ مارچ ۱۹۵۲ع کو ساہن پال شریف ضلع منڈی بہاؤالدین (پنجاب) میں ہوئی اور تا حال وہیں سکونت پذیر ہیں۔

ڈاکٹر خضر نوشاہی نے ہمدرد یونیورسٹی کراچی سے سندھ کے ایک باکمال عالمِ میر علی شیر قانع کی فارسی نثری تصنیف ''معیار سالکان طریقت'' کی تدوین و مقدمہ پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی جو مذکورہ یونیورسٹی کی جانب سے اولین ڈاکٹریٹ کی ڈگری شمار ہوتی ہے۔

ڈاکٹر خضر نوشاہی کی مطبوعہ اردو فارسی تصنیفات، تالیفات و مرتبات کی فہرست بہت طویل ہے، تاہم ان میں دیوان عطار معیار سالکان طریقت، تذکرہ علمائے ھند، تذکرہ سید احمد شاہی، اور کلیات عباسی از سید عبالکریم عباسی نوشاہی اہم ہیں۔

ڈاکٹر ادل سومرو
واری تڑ روڈ، سکھر